بدعت کا مطالعہ

✿ بدعت اور اسکی حقیقت کیا ہے ✿ اس کی ابتدا کیسے اور کہاں
سے ہوئی ✿ بدعت کی اقسام ✿ اسلام میں اس کی حیثیت
اور سلف الصالحین کے ✿ اس کے بارے میں ارشادات کیا ہیں ؟

مؤلف: سید محمد رفیق شاہ

زاویہ پبلشرز
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ، لاہور

بدعت کا مُطالعہ

بدعت اور اسکی حقیقت کیا ہے۔ اس کی ابتداء کیسے اور کہاں سے ہوئی۔ بدعت کی اقسام۔ اسلام میں اس کی حیثیت اور سلف الصالحین کے اس کے بارے میں ارشادات کیا ہیں؟

مؤلف: سید محمد رفیق شاہ

زاویہ پبلشرز
8-C (محی الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ۔ لاہور
Ph: 042-7248657-7112954
Mob: 0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466
Email:zaviapublishers@yahoo.com

زاویہ پبلشرز

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2006

بار اول ---------- ۱۰۰۰

ہدیہ ---------- 25 روپے

زیر اہتمام

نجابت علی تارڑ

ملنے کے پتے

مکتبہ قادریہ نزد چوک میلاد مصطفیٰ سرکلر روڈ گوجرانوالہ	055-4237699
احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی	051-5558320
اسلامک بک کارپوریشن بیسمنٹ دی بنک آف پنجاب راولپنڈی	0300-5829668
مکتبۃ المدینہ، فیصل آباد/ راولپنڈی/ ملتان/ حیدرآباد/ کراچی	021-2203311
مکتبۃ المجاہد دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف	048-6691763
حنفیہ پاک پبلی کیشنز نزد بسم اللہ مسجد کھارادار کراچی	
مکتبۃ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد	0333-7413467
منہاج القرآن اسلامک سیل سنٹر ضیاء مارکیٹ سرگودھا	0483-721630
مکتبہ ضیاء العلوم مین صدر بازار راولپنڈی	051-5585695
عطار اسلامی کتب خانہ بازار کلاں نزد دو دروازہ سیالکوٹ	0345-6747131

پیش لفظ

میں کوئی عالم دین نہیں، معاشرے کا ایک عام فرد ہوں جو ہر چیز میں آسانی کا خواہش مند ہے۔ ہمارے معاشرے میں دین کا ذوق رکھنے والا ایک عام شخص دین اور اس کے مسائل کو آسان انداز میں غیر جانبدارانہ طور پر سمجھنا چاہتا ہے۔ اس بات کو محسوس کرتے ہوئے ''بدعت'' کے عنوان پر یہ کتابچہ تالیف کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں اس عنوان پر مارکیٹ میں دستیاب اردو زبان کا شاید ہی کوئی کتابچہ ہو جو مطالعہ نہ کیا گیا ہو۔ اس کے علاوہ مختلف مدارس میں جا کر بھی اس موضوع کے بعض نکات کو سمجھا گیا ہے۔

یہ کہنا آسان ہے کہ یہ بدعت ہے وہ بدعت ہے مگر ''بدعت'' کہتے کسے ہیں؟ ہم نے اس سوال کا جواب، ایک مختلف انداز میں دینے کی کوشش کی ہے۔ اس کتابچے کا مقصد یہی ہے کہ معاشرے میں انتہا پسندانہ سوچ کے خاتمے کی راہ ہموار ہو اور انصاف پر مبنی متوازن فکر پروان چڑھے۔ امید ہے کہ مسلکی تعصب سے ہٹ کر اس کتابچے کا دیانت دارانہ مطالعہ موضوع کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

اس مضمون کو جن شخصیات نے ایک نظر دیکھا، ان کے نام یہ ہیں۔ جناب پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن، جناب علامہ شاہ تراب الحق قادری صاحب، مفتی عطاء اللہ نعیمی صاحب، علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب، مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی صاحب، ڈاکٹر محمد نور احمد شاہتاز، مفتی محمد اسماعیل قادری نورانی، مفتی وسیم احمد عطاری صاحب، علام مختار احمد قادری صاحب اور مولانا علی عمران صدیقیصاحب۔ میں اس سلسلے میں ان تمام علماء کرام کا مشکور ہوں، تاہم طباعت سے قبل اس مضمون میں مزید کمی بیشی عمل میں لائی گئی ہے۔

شکریہ:

فقط: سید محمد رفیق شاہ

طیب قاسم مینشن 4 فلور گٹوں گلی میٹھادر کراچی 0300-2114508

تبصرہ:

پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن صاحب

رکن اسلامی نظریاتی کونسل، چیئرمین رویت ہلال کمیٹی پاکستان

آج کل سنت و بدعت کی اصطلاحات بکثرت استعمال ہوتی ہیں اور ہر شخص ان کی من پسند تعبیر و تشریح کرتا ہے، نتیجتاً ان کے اطلاقات میں لغزشیں واقع ہوتی ہیں اور تضادات رونما ہوتے ہیں۔ اس کتابچے کے مؤلف نے اسی جہت سے اس مسئلے پر غور کیا ہے۔

اس مسئلے کا واحد قابل قبول حل یہ ہے کہ سنت و بدعت کی ایک متفق علیہ تعریف کی جائے تاکہ ماضی، حال، مستقبل کی دینی ضروریات و مستحنات کی دین میں گنجائش پیدا ہو اور بدعات ضالہ سیئہ کا قلع قمع کیا جا سکے۔

میں اپنی مصروفیات کی بناء پر جناب سید محمد رفیق شاہ کی تحریر کا مکمل بغور مطالعہ نہیں کر سکا جستہ جستہ دیکھا ہے، یہ کسی ثقہ عالم یا فقیہ کی تحریر نہیں ہے کہ ایک دین دار نوجوان کی اطلاقی انداز (APPLIED MANNER) کی تحریر ہے۔ بہت ممکن ہے کہ خالص عالمانہ و فقیہانہ تحریر کے بہ نسبت عام مسلمانوں کے لئے اس کا فہم زیادہ آسان ہو اور افادیت زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہو۔

میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ قارئین اس کا مطالعہ ضرور کریں۔ انشاء اللہ اس کو مخالفین بھی اگر خالی الذہن کو معترضی انداز میں پڑھیں گے، تو ان میں بھی ایک توازن پیدا ہوگا اور مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی کرنے کی، جس کی قرآن و حدیث میں صریح ممانعت آئی ہے، اور ہر جائز و مستحب امور پر مطلق بدعت یا بدعت ضالہ بدعت سئیہ کا اطلاق کرنے کی روش ماند پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی سعی جمیل کو اپنی بارگاہ میں مقبول و ماجور فرمائے اور دوسرے جدید پڑھے لکھے نوجوانوں کو بھی ایسا صالح دینی ذوق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

بندۂ عاجز فقیر کلاہ منیب الرحمٰن

تبصرہ:

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب

(نائب مہتمم دارالعلوم امجدیہ کراچی)

نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس فقیر نے، جناب سید محمد رفیق شاہ صاحب کا کتابچہ ''بدعت کا مطالعہ'' کہیں کہیں سے دیکھا۔ موجودہ دور میں ایک مکتبہ فکر نے بدعت کا جو مفہوم پیش کیا ہے، اس سے مسلمانوں میں افتراق و انتشار نے جنم لیا ہے، اس کتابچہ میں مؤلف نے اسی افتراق و انتشار کے اثرات کو زائل کرنے کی مخلصانہ کوشش کی ہے۔ اس مضمون کے مطالعے سے قاری پر بدعت کا صحیح مفہوم واضح ہو جائے گا اور یہ بات عیاں ہو جائے گا کہ ہر نیا کام برا نہیں بلکہ از روئے حدیث دین میں ہر وہ اچھا کام، جو پہلے نہیں ہوتا تھا اور جس میں دین کا فائدہ ہو، ایک جائز و مستحب عمل ہے۔ اس پر عمل کرنے والے کو ثواب ہوگا اور جس نے اس نیک عمل کو جاری کیا، ہر عمل کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ موصوف کی اس سعی کو قبول فرما کر اسے نافع ہر خاص و عام بنائے۔ (آمین)

فقیر سید شاہ تراب الحق قادری

۲۰ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ

محترم سید محمد رفیق شاہ، فہم دین سے شغف اور دین متین کی خدمت کا والہانہ جذبہ رکھنے والے صالح نوجوان ہیں۔ ''بدعت کا مطالعہ'' ان کی پہلی تحریر ہے جو کتابی شکل میں شائع ہو رہی ہے۔ انہوں نے کوشش کی ہے کہ اپنے حاصل مطالعہ سے اس موضوع پر ایسی تحقیق پیش کریں، جس سے بدعت کے بارے میں پائی جانے والی مختلف غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے۔ فقیر نے اس موضوع پر اپنی کتاب ''سفید و سیاہ'' میں کچھ تفصیل تحریر کی ہے۔

دعا ہے کہ محترم سید محمد رفیق شاہ صاحب کی یہ کاوش نافع و مفید ثابت ہو۔ آمین۔

فقیر کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

احقر نے محترم جناب سید محمد رفیق شاہ صاحب کا تالیف کردہ رسالہ بنام ''بدعت کا مطالعہ'' اول سے آخر تک پورا پڑھا ہے (مفتی صاحب کے مطالعہ کے بعد بھی مضمون میں کافی کمی و بیشی کی گئی مؤلف) الحمد للہ اسے مفید پایا، خاص طور پر وہ لوگ جو بدعت کے مفہوم سے ناواقف ہونے کی وجہ سے دشمن کی سازش کا شکار ہو جاتے ہیں، اگر اس رسالہ کو پڑھ لیں تو انشاء اللہ کوئی انہیں بدعت کے حوالے سے دھوکہ دینے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس سعی کو مقبول فرمائے۔

(آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین)

احقر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لغت کے اعتبار سے بدعت کے معنی ''کسی بھی ایسی نئی چیز کی ایجاد ہے، جس کی مثال پہلے نہ ہو''۔ اس معنی کے اعتبار سے صرف خالق کائنات اللہ رب العزت کی واحد ذات ہے جو ''بدعت'' نہیں باقی جو کچھ نیا اس نے تخلیق کیا، وہ سب بدعت ہے کہ یہ سب کچھ پہلے نہ تھا، بعد میں وجود میں آیا۔

''بدعت'' کا لفظ اسم (NOUN) ہے۔ اردو میں یہ اسم اور فعل (VERB) دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں بدعت کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ (سورہ بقرہ 117، انعام 101)

اسلامی شریعت میں ''بدعت'' کی تعریف مختلف انداز میں کی گئی ہے، جسے شرعی یا اصطلاحی تعریف کہا جاتا ہے۔ مختلف مکاتب فکر کے ہاں ''بدعت'' کی جو تعریفیں ہیں، ان کی تعبیر وتشریح اور اطلاقات میں واضح فرق ہے۔ ''بدعت'' کی بعض تعریفات یہ ہیں۔

1 بدعت وہ چیز یا کام ہے، جس کی مثال حضرت محمد ﷺ کے ظاہری زمانے میں نہ ہو اور آپ کے وصال کے بعد ایجاد کیا جائے۔ (بمطابق تہذیب الاسماء واللغات امام نووی، مرقاۃ از ملا علی قاری، اشعۃ اللمعات از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، عمدۃ القاری از علامہ عینی)

2 وہ نئی بات جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو، بدعت ہے۔ (از علامہ ابن منظور افریقی علام ابن اثیر بحوالہ لسان العرب 8 صفحہ 6 دین مصطفیٰ ﷺ از علامہ محمود رضوی علیہ الرحمۃ)

3 دین میں کسی ایسی نئی چیز کا ایجاد کرنا، جس کی اصل (دلیل) شریعت میں نہ ہو۔ (فتح الباری 13 صفحہ 253 از ابن حجر عسقلانی، اسلامی تعلیم از علامہ مشتاق احمد نظامی انڈیا)

4 دین میں وہ نیا کام، جو ثواب کے لئے ایجاد کیا جائے۔

(علم القرآن، مفتی احمد یار خان نعیمی)

5 جو چیز سلف صالحین کے زمانہ میں نہیں تھی، اسے دین سمجھ کر اختیار کرنا بدعت

کہلاتا ہے۔ (اختلاف امت اور صراط مستقیم صفحہ 109 از مولانا محمد یوسف لدھیانوی)

6 بدعت سے مراد یہ ہے کہ جن مسائل و معاملات کو دین اسلام نے اپنے دائرے میں لے لیا ہے اس میں کوئی ایسا طرز فکر یا طرز عمل اختیار کرنا جس کیلئے دین کے اصلی مآخذ میں کوئی دلیل و حجت موجود نہ ہو۔

(رسائل و مسائل 3 صفحہ 358 از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

7 بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو، دین میں داخل کر لیا جائے۔

(امداد اللہ مہاجر مکی فیصلہ ہفت مسئلہ)

8 ہر ایسے نو ایجاد طریقہ عبادت کہتے ہین، جو زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین کے بعد اختیار کیا گیا ہو اور آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کے عہد مبارک میں، اس کا داعیہ اور سبب موجود ہونے کے باوجود قولاً ثابت نہ صراحتہً نہ اشارۃً (سنت و بدعت صفحہ 11 از مولانا مفتی محمد شفیع)

9 بدعت وہ ہے جس سے کوئی سنت ترک ہو جائے۔

(ہدیۃ المھدی، علامہ وحید الزماں اہلحدیث)

ان تعریفوں کی روشنی میں ''بدعت'' کے لفظ کو اچھے اور برے، دونوں معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے اور صرف برے معنوں میں بھی۔ اگر ''بدعت'' کو صرف برے اور منفی معنی میں لیا جائے تو ہر بدعت، برائی اور گمراہی ہے۔ علماء کے ہاں ''بدعت'' سے مراد، ہر وہ بدعت ہے، جو قرآن و سنت کے خلاف ہو، اور جس کی شریعت میں کوئی دلیل نہ ہو۔

اگر بدعت کو صرف برائی کے معنی میں لیا جائے تع یہ بدعت اچھی بھی ہوسکتی ہے اور بری بھی۔ اگر یہ بدعت اچھی ہے تو اچھی بدعت یعنیبدعت حسنہ (GOOD ANNOVATION) کہلائے گی۔ اور بری ہے تو بری بدعت یعنی سیئیہ (BAD ANNOVATION) کہلائے گی۔ کوئی بدعت جائز بھی ہوسکتی ہے اور ناجائز بھی، دینی بھی ہوسکتی ہے اور دنیاوی بھی، عقیدے کی بھی ہوسکتی ہے اور عمل کی بھی۔ تاہم عقیدے کی بدعت ہر حال میں بری

بدعت سمجھی جاتی ہے۔ بدعت کے ضمن میں کسی کام کو دین یا دین کا حصہ بنانے کا آسان مطلب یہ ہے کہ اس کام کو دینی طور پر یعنی ثواب سمجھ کر کیا جائے۔

اچھی اور بری بدعت کا بیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں موجود ہے

''جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا اس کو خود بھی اس کا ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی اسے اجر ملے گا۔اور جس نے اسلام میں برا طریقہ نکالا تو اسے نہ صرف اس کا گناہ ہے بلکہ بعد میں جو اس پر عمل کرے گا، اس کا بھی اسے گناہ ملے گا''۔

(مسلم کتاب الزکوٰۃ، مشکوٰۃ شریف باب العلم، ابن ماجہ 1)

حدیث میں اچھے اور برے کا لفظ اچھی اور بری بدعت کو ظاہر کرتا ہے۔ عالم اسلام کے معتبر علماء کرام نے اپنی کتابوں میں حدیث کو بیان کرتے ہوئے بدعت کی اچھی اور بری اقسام کو بیان کیا ہے۔ (تفصیل کے لئے شرح مسلم شریف 2، از علامہ غلام رسول سعیدی صفحہ 552 اور 943)۔علامہ ابن عابد شامی، شامی کے مقدمہ میں فرماتے ہیں ''یہ احادیث اسلام کے قوانین ہیں کہ جو شخص کوئی بری بدعت ایجاد کرے، اس پر تمام پیروی کرنے والوں کا گناہ ہے اور جو شخص اچھی بدعت نکالے، اسے قیامت تک اس عمل کی پیروی کرنے والوں کا ثواب ہوگا''۔اگر یہ کہا جائے کہ بدعت حسنہ کوئی چیز نہیں ہے تو یہ بات اس حدیث کے خلاف بھی ہوسکتی ہے۔

(از جاء الحق، مفتی احمد یار خان نعیمی)

دین اسلام میں ایسی بدعت منع، مسترد ناجائز ہونے کی شریعت میں کوئی دلیل نہ ہو، جو اسلام کی روح اور اصولوں کے خلاف ہو، جس کے مشابہ کسی چیز کی ممانعت بھی قرآن وحدیث میں موجود ہو یا جو حضور کی کسی سنت کے مقصد کے خلاف ہو۔اس لئے کہ نبی کریم کا فرمان ہے کہ ''جس نے ہمارے دین میں ایسی چیز نکالی جو (جس اصل) اس میں نہ ہو، تو وہ مردود ہے''۔(بخاری، مسلم شریف کتاب الاقضیہ، مشکوٰۃ باب الاعتصام) قرآن، احادیث اور بزرگوں کے اقوال میں بدعت کی

جو مذمت بیان ہوئی ہے، اس سے مراد یہ ہی بدعت ہے۔ بدعت سیئہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بعض اوقات مکروہ، حرام، شرک یا کفر بھی قرار دی جاسکتی ہے۔

بعض علماء ''بدعت سیئہ'' کی اصطلاح کا اطلاق اس پر کرتے ہیں کہ جب کسی ناجائز کام کو دینی طور پر کرنا ثواب اور نہ کرنا عذاب کا باعث سمجھا جائے (شرح مسلم شریف 2 صفحہ 551 تفسیر تبیان القرآن 1 صفحہ 659، از علامہ غلام رسول سعیدی) (مثلاً تعزیہ داری اور گمراہ فرقوں کے عقائد و اعمال)۔ اسلامی شریعت میں ناجائز کام کا کرنا گناہ ہے اور ناجائز کو ثواب سمجھ کر کرنا نہ صرف گناہ اور گمراہی ہے بلکہ حرام بھی ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی بدعت کی تعریف یوں فرماتے ہیں دین میں وہ نیا کام، جو ثواب کے لئے ایجاد کیا جائے اگر یہ کام خلاف دین ہے تو حرام ہے اور اگر خلاف نہ ہو تو درست ہے۔

(علم القرآن)

اگر کسی بدعت کی، اصل بنیاد، تائید یا اس کے مشابہ کوئی اشارہ قرآن و حدیث یا دیگر شرعی دلائل سے ملتا ہو اور علماء دین اس کو اچھا اور پسندیدہ قرار دیں تو یہ نیا کام اچھا اور مستحب ہے۔ اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لئے نیکی کی نیت اور ثواب کی امید پر کیا جاسکتا ہے۔ مستحب پر عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں۔ قرآن کریم میں ہے کہ

''جو اپنی خوشی سے زیادہ نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے''۔ (بقرۃ 184)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس چیز کو مسلمان (علماء) اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔ (مستدرک حاکم، مسند امام احمد)

مروجہ انداز میں درس قرآن، محافل میلاد، محافل نعت، مقابلہ قرآت، اور اسناد کی تقسیم کے جلسے ایک کھلی ہوئی بدعت ہیں، مگر یہ اچھی اور مستحب بدعت ہیں۔ کوئی بدعت ایسی بھی ہوسکتی ہے جس کے ترک کرنے سے عام مسلمان مشکلات میں مبتلا ہوسکتے ہیں لہٰذا بعض اوقات ایک بدعت اپنی اچھائی، ضرورت اور اہمیت کی وجہ سے واجب بھی قرار دی جاسکتی ہے۔ مثلاً قرآن کریم پر اعراب لگانا، دین جاننے کے لئے مختلف علوم حاصل کرنا۔

اگر کسی بدعت کی اصل بنیاد یا اس کے مشابہ کوئی اشارہ قرآن وحدیث میں موجود نہ ہو مگر اس کو منع بھی نہ کیا گیا ہو اور نہ یہ کسی اسلامی اصول کے خلاف ہو تو یہ بدعت مستحب نہیں بلکہ مباح یعنی جائز ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ

''جس پر خاموشی ہے وہ جائز ہے''۔(ترمذی شریف ابن ماجہ)

مباح کو عام طور سے دینی حیثیت میں ثواب کی نیت سے نہیں کیا جاتا اور اس کے کرنے یا نہ کرنے میں کوئی ثواب یا گناہ بھی نہیں ہوتا۔ تاہم بعض صورتوں میں مباح باعث ثواب بھی ہوسکتا ہے۔

کسی عمل کو قطعی اور اعتقادی طور پر فرض یا واجب قرار دینے کے لئے قرآن وحدیث کا شرعی حکم ضروری ہے جیسے نماز، روزہ اور حج وغیرہ۔ سنت رسول قرار دینے کے لئے حدیث ضروری ہے۔ مستحب کے لئے اس کی اصل بنیاد، مشابہ کوئی بات یا اشارہ قرآن وحدیث میں ہونا ضروری ہے۔ جبکہ کسی چیز کو صرف مباح یعنی جائز سمجھنے قرآن وحدیث کے شرعی حکم کا ہونا ضروری نہیں البتہ یہ ضروری ہے کہ اس کے خلاف کوئی شرعی حکم موجود نہ ہو کیونکہ کسی چیز کو حرام، ناجائز یا مکروہ تحریمی قرار دینے کے لئے قرآن وحدیث سے اس کی ممانعت ثابت کرنا ضروری ہے۔

''گناہ'' کیا ہے؟ ''اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام پر عمل نہ کرنا اور منع کردہ کاموں سے نہ رکنا گناہ ہے'' (بمطابق شرح مسلم شریف 7 صفحہ 93) عبادت کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام پر عمل کرنا اور منع کردہ کاموں سے باز رہنا ''عبادت'' ہے۔ (اخذ کردہ اجزائے ایمان از پروفیسر محمد طاہر القادری) قرآن میں ہے کہ

''جو کچھ رسول تمہیں عطا کریں، وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں، اس سے باز رہو''۔(سورۂ حشر 7)

اسلامی شریعت کا ایک اہم اصول ''الاصل فی الاشیاء الاباحۃ'' ہے مختلف قرآنی آیات (سورۂ انعام 119، 140، 142، 144، 145، 150 سورۂ مائدہ 87، 88، 101، سورۂ تحریم 1۔ سورۂ بنی اسرائیل 70۔ سورۂ حشر 7۔ سورۂ اعراف 32۔ سورۂ بقرہ 29، 172۔ سورۂ نحل 116۔ سورۂ یونس 59۔) اور متعدد احادیث اس فقہی اصول اور

قاعدے کی بنیاد ہیں۔ ''اصول اباحت'' کے تحت، اسلام کے شرعی احکام سے پہلے کی تمام چیزیں، سوائے کچھ چیزوں کے، بنیادی طور پر مباح یعنی جائز ہیں۔ پھر جیسے جیسے اسلام کے شرعی احکام آتے گئے تو بعض چیزیں واجب ہوگئیں اور بعض حرام قرار پائیں۔ مثلاً جوا، سود، شراب، مردار جانوروں کا گوشت، نماز میں ضروری گفتگو کرنا پہلے جائز تھا، بعد میں جب منع ہوا، تب یہ چیزیں ممنوع قرار پائیں۔ اسی طرح روزے میں کھانے پینے اور نفسانی خواہشات پر پابندی، منع ہونے کی وجہ سے ہے اور کاروبار وغیرہ کرنا، منع نہ ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ ''جس کی اصل قرآن وحدیث میں نہ ہو وہ بدعت ہے''۔ اس کا ایک مطلب تو یہی ہے کہ جس کی اصل بنیاد، مشابہ، اشارہ دلیل اور تائید قرآن و حدیث سے نہ ملتی ہو۔ دوسرا یہ کہ جس کی اصل یعنی اباحت قرآن وحدیث میں منع نہیں ہے، تو وہ جائز ہے۔ تفسیر تبیان القرآن میں سورۂ بقرہ کی آیت 29 کی تشریح میں ہے کہ ''قرآن وسنت مین جن کاموں کو فرض، واجب، حرام یا مکروہ قرار نہیں دیا گیا ان کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے''۔ امام عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''یہ احتیاط نہیں کہ کیسی چیز کو از خود حرام یا مکروہ کہہ کر اللہ تعالیٰ پر افتراء کیا جائے کہ اس کے لئے دلیل درکار ہے بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ اباحت مانی جائے اس لئے کہ کسی چیز کے جائز ہونے کی اصل وہی ہے''۔ (بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول 2، صفحہ 484 کتاب الحظر ولاباحۃ)۔ قرآن میں حلال اور جائز چیزوں کے استعمال کا حکم ہے اور ان سے اجتناب منع ہے۔ (سورۂ مائدہ آیت 87، بقرہ 172، اعراف 32)

ضروری نہیں کہ منع کردہ کام بعینہ اسی طرح منع ہو، جیسا وہ اپنے ظاہر میں ہے۔ دین اسلام میں ایسا کام بھی منع اور ناجائز ہے، جو اسلامی تعلیمات کی روح اور مقصد کے خلاف ہو اور جس کے مشابہ کسی کام کی ممانعت قرآن وحدیث میں موجود ہو۔ ایک مرتبہ مفتی وقارالدین علیہ الرحمۃ سے ایک شخص نے کہا کہ حدیث میں مسجد میں حجامت؛ بنوانے کی ممانعت نہیں ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ قرآن میں ہے کہ ''والدین کو اف نہ کہو'' تو تمہارے مطابق اس کا یہ مطلب ہوا کہ

والدین کو مارو اور کہو کہ مارنے کی ممانعت نہیں ہے۔ (از وقار الفتاویٰ جلد اول) دین اسلام میں بعض کام فضول خرچ، بے حیائی اور دوسرے مذہب سے مشابہت اور دیگر امور کی وجہ سے بھی منع ہیں۔

مباح کام ثواب کی نیت کے بغیر کئے جاتے ہیں۔ تاہم جس طرح ناجائز کام میں، گناہ کی نیت کے بغیر بھی گناہ ہے۔ اسی طرح بعض کاموں میں ثواب کی نیت نہ بھی ہو، مگر کام جائز ہو تو ثواب ممکن ہے۔ ایک مومن کامل کا کوئی کام مباح نہیں بلکہ حسن نیت کی وجہ سے مستحب ہے۔ اسی طرح ایک بدکردار کا کوئی کام مباح نہیں بلکہ بدنیتی کی وجہ سے مکروہ یا حرام ہے۔ ''اچھی نیت عادت کو بھی عبادت اور ثواب کا باعث بنا دیتی ہے'' (شامی بحث قربانی، مرقاۃ بحث نیت، کیمیائے سعادت بحث نیت اور معاملات) یہی وجہ ہے کہ بعض جائز کاموں میں، نیکی یا ثواب کی نیت نہ سہی مگر بہر حال وہ ایک جائز کام ہوتا ہے اور کسی جائز کام کا کرنا خوف خدا، صدق نیت اور اخلاص کی علامت ہے۔ مثلاً زنا سے بچ کر بیوی سے مباشرت کرنا وغیرہ (شرح صحیح مسلم 2 صفحہ 933,938 اور صفحہ 923۔ تفسیر تبیان القرآن 5 صفحہ 291 اور 7، صفحہ 831 از علامہ غلام رسول سعیدی)۔ اسی طرح پودوں کو پانی ڈالنا، پرندوں کو دانہ ڈالنا وغیرہ۔ قرآن میں ہے کہ ''کہہ دیجئے میری نماز اور میری قربانی اور مرا جینا، اور میرا مرنا، سب اللہ ہی کے لئے ہے'' (سورۂ انعام 162)

بعض جائز کاموں میں کوئی ثواب نہیں ہوتا۔ مثلاً دور جدید کی مختلف سائنسی ایجادات اور سہولتیں، جو دینی مقصد کے بغیر استعمال کی جائیں۔ بعض کام بعض اوقات معاشرتی طور پر بھی ناپسندیدہ خیال کئے جاتے ہیں۔ مثلاً سگریٹ، پان، گٹکا، تمباکو کا استعمال اور بعض کھیل وغیرہ۔ بعض علماء انمیں سے بعض امور کو ممنوع یا مکروہ تنزیہی بھی قرار دیتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کو پسند فرماتے تھے، مگر بعض اوقات اس خدشے سے نہیں کرتے تھے کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اور لوگ بھی کرنے لگیں، تو وہ کام

ان پر فرض کر دیا جائے''۔ (نماز چاشت کا بیان، از موطا امام مالک، مسلم شریف)

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دین مکمل ہوا اور نبوت ختم ہوگئی''، لہٰذا کسی اچھی یا جائز بدعت کو بھی اب اعتقادی طور پر فرض، واجب، یا لازم قرار نہیں دیا جا سکتا اور ایسا قرار دینا ہی دین میں اضافہ، شریعت میں تبدیلی اور بری بدعت کا ارتکاب کرنا ہے۔ البتہ مستحب یا جائز کی حیثیت سے کسی بدعت پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ کسی عمل کو ''لازم'' قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس عمل کو نہ کرنا یا کسی مخصوص دن یا وقت کے علاوہ کرنا ناجائز، حرام اور گناہ قرار دیا جائے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اسلام کے بارے میں دریافت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

''دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں، اس نے پوچھا کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر (فرض نمازیں) ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر (جو نفل نماز) تم چاہو خوشی سے پڑھو''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے رمضان (فرض) روزے۔ اس نے پوچھا کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی (فرض روزے) ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں البتہ جو (نفلی روزے) تم چاہو خوشی سے رکھ سکتے ہو پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زکوٰۃ کا ذکر کیا پھر اس نے کہا کہ کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی صدقہ لازم ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں مگر جو خوشی سے، تم چاہو خیرات کرو۔ وہ شخص پیٹھ موڑ کر یہ کہتا ہوا چل دیا کہ خدا کی قسم، میں ان میں نہ اضافہ کروں گا، نہ کمی کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا ہے تو فلاح پا گیا'' (بخاری شریف، مسلم شریف کتاب الایمان)۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اسلام کے فرض ارکان میں کسی کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں، البتہ فرض کے علاوہ، نفل اور مستحب کام اپنی خوشی سے اضافی طور پر کئے جا سکتے ہیں۔

''یہ تکرار کرنا غلط ہے کہ مستحب کے ترک کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اس لئے کہ ترک کرنے کی شے تو ''گناہ'' ہے۔ مستحب تو ہے ہی عمل کرنے کے لئے۔

مستحب وہ عمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے اور جس پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوتی ہے'' (از مستحب کام اور ان کی کی اہمیت، مفتی محمد رفیع عثمانی)۔ کسی مستحب عمل کو ترک کرنے کی تبلیغ کرنا یا اسے حقیر ثابت کرنا سنگ دلی کا مظہر ہے۔ مستحب کام عبادات کو حسن و نکھار، معاملات کو تقویٰ و پاکیزگی اور شخصیت کو ایمانی و روحانی بالیدگی عطا کرتے ہیں۔ جبکہ مستحب کاموں کے ترک کی عادت انسان کو آہستہ آہستہ بڑے گناہوں کی طرف لے جاتی ہے۔ اگر کوئی کسی جائز کام کو ناجائز سمجھے مگر کسی مجبوری میں اسے کرے تو وہ اس کے ثواب سے محروم ہے۔ اگر کوئی مستحب کام نہیں کرتا تو یہ قابل قبول ہے اور اس پر کسی کو مذاحمت نہیں کرنی چاہیے مگر شرعی جواز کے بغیر محض تعصب کی وجہ سے جائز کام کو ناجائز قرار دینا اور سنت کے نام پر اچھے کاموں کی مخالفت کرنا گمراہی، توہم پرستی، جہالت اور گناہ ہے۔ کوئی عقیدہ یا عمل اس وجہ سے بھی ناجائز نہیں قرار دیا جا سکتا کہ فلاں ملک میں اسے اب ناجائز سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایک خود ساختہ اصول ہے، جس کا اسلامی شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔

کسی بھی مستحب یا مباح کام کو قطعی اور اعتقادی طور پر فرض، واجب یا سنت موکدہ کا درجہ دینا، بری بدعت ہے۔ کوئی مستحب یا مباح کام آسانی کے لئے کسی مقررہ وقت یا مقام پر کرنا یا پابندی سے کرنا بری بدعت نہیں۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے۔ ''جن اعمال کو مستقلاً پابندی سے کیا جائے وہ اللہ کو بہت پسند ہیں خواہ وہ مقدار میں کم ہوں'' (مسلم شریف کتاب الصلوۃ المسافرین۔ بخاری شریف کتاب الایمان)۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر امور میں بہت سی چیزیں مستحب ہیں، جنہیں بڑی پابندی سے کیا جاتا ہے۔ نماز با جماعت کے اختتام پر امام اور مقتدیوں کا اجتماعی دعا کرنا یا کسی مقررہ وقت اور مقام پر پابندی سے درس و تبلیغ کرنا، مستحب کام ہیں۔ مگر ان مستحبات کو اس قدر پابندی سے کرنے کا، نہ تو یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ کرنے والا انہیں فرض یا واجب سمجھتا ہے اور نہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایسا کرنے سے ارکان اسلام مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ یا حج میں کسی تبدیلی

اور بری بدعت کی راہ نکلتی ہے۔ بعض افراد گو کہ یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ کچھ امور جائز تو ہیں، مگر ان کو پابندی سے کرنا یا یوم مقرر کر کے اعلانیہ کرنا، بری بدعت ہے، لیکن بعض تو ان امور کو دانستہ طور پر کبھی کبھار کرنے سے بھی گریزاں رہتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے کہ ''اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان لو کہ تم جو کچھ کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے'' (نساء135)

اسلامی شریعت میں ایسا کوئی اصول نہیں کہ کسی بات کو اس لئے ناجائز یا حرام قرار دیا جائے کہ اس پر تمام مکاتب فکر متفق نہیں ہیں۔ اس طرح نماز تراویح اور اس کی 20 یا 8 رکعتوں کو بھی ناجائز قرار دیا جا سکتا ہے اور نکاح طلاق سمیت زندگی کے بے شمار معاملات پر عمل پیرا ہونے سے انکار کیا جا سکتا ہے۔ جماعت اسلامی کے ممتاز عالم مولانا گوہر رحمٰن امام نووی کے حوالے سے لکھتے ہیں ''علماء اس کام سے منع کرتے ہیں، جس کے ناجائز ہونے پر اجماع ہو، جو اختلافی ہو اس سے روکنا جائز نہیں'' (ترجمان القرآن اپریل 2002ء)۔ اگر کوئی ایسی چیز کو حرام قرار دے، جسے اللہ نے حرام قرار نہ دیا جا سکتا ہے جسے اللہ نے قرآن میں حرام قرار دیا ہو اور نہ اس چیز کو حرام قرار دیا جا سکتا ہے جسے اللہ نے حلال قرار دیا ہو اور اس سلسلے میں از خود لوگوں میں خود ساختہ شکوک، شبہات اور وسوسے پیدا کرے تو قرآن کے مطابق اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا (نحل 117، یونس 59)۔ شارع اسلام ﷺ کے ایک فرمان کے مطابق نہ اس چیز کو حلال قرار دیا ہو اور جس پر خاموشی ہے وہ جائز ہے (ترمذی شریف، ابن ماجہ)۔ شرعی جواز کے بغیر محض تعصب کی وجہ سے مسلمانوں میں وسوسے، تنازعات اور بدگمانیاں پیدا کرنا اور شرعی اصولوں پر ان کے اعتماد کو متزلزل کرنا بدترین گناہ ہے۔ قرآن میں ہے کہ ''اور جب ان (منافقین) سے کہا جائے کہ زمین پر فساد نہ کرو، تو یہ کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ! یہ ہی (درحقیقت) فساد (تفرقہ) پھیلانے والے ہیں''۔ (سورہ بقرہ آیت 11)

بعض نئے فرقوں کے نئے لوگ، بے شمار علماء و فقہاء سمیت، اپنے مسلمان

والدین، دادا، نانا اور خاندان کے دیگر لوگوں کو بھی مشرک، بدعتی اور جہنمی قرار دے ڈالتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بس ہم نے اب شریعت کو سمجھا ہے۔ شرک و بدعت کے یہ ارزاں فتوے جہاں خاندانوں میں جھگڑوں کو جنم دیتے ہیں، وہاں یہ فتوے امت مسلمہ میں سنی، وہابی اور دیوبندی اختلافات کا بھی ایک اہم سبب ہیں۔ معلوم نہیں کہ مسلمانوں کو کافر، مشرک، بدعتی اور جہنمی قرار دینے کا اختیار ان لوگوں کو کیسے حاصل ہو گیا؟ اس ظلم، شرانگیز اور تفرقہ ساز کام کو دین کا کام کہنا دین پر بہتان ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خارجیوں کو اللہ کی مخلوق میں شریر ترین سمجھتے تھے، اور فرمایا کہ وہ آیات جو کافروں کے متعلق نازل ہوئی ہیں، انہیں یہ لوگ مومنوں پر چسپاں کرتے ہیں'' (بخاری شریف کتاب استتابۃ المرتدین، باب قتل الخوارج والملحدین) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا ''بے شک اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، البتہ مجھے خدشہ ہے کہ تم دنیا کی محبت میں مبتلا ہو جاؤ گے'' (بخاری شریف کتاب الجنائز، کتاب المغازی، کتاب الانبیاء) حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ''تمہاری امت ہر چیز کے بارے میں پوچھتی رہے گی کہ یہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ حتیٰ کہ کہے گی کہ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کو پیدا کیا، اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ (مسلم شریف کتاب الایمان)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو اس طرح کا تردد ہو تو وہ شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور اپنی توجہ وسوسے سے ہٹا لے (مسلم شریف کتاب الایمان)

شرعی اصولوں کو نظر انداز کر کے محض پسند و ناپسند کی بنیاد پر کسی جائز یا کسی ناجائز کو جائز قرار دینا نہ صرف بری بدعت ہے بلکہ ایسا کرنا شریعت میں تبدیلی اور اضافہ کرنا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کو استعمال کرنے کے برابر ہے۔ اسے دین کا کام سمجھنا اور ثواب قرار دینا، شریعت پر ظلم ہے۔

یہ شریعت پر ظلم نہیں تو کیا ہے؟ کہ ایک طرف عید پر گلے ملنے تک کو بری بدعت اور مکروہ تحریمی (حرام کے قریب) کہا جائے (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 157 مطبوعہ

دارالاشاعت کراچی) اور دوسری طرف کوا کھانا ثواب قرار دیا جائے (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 598)۔ایک طرف محرم کا شربت، گیارہویں، ایصال ثواب کی فاتحہ اور محفل میلاد کو ناجائز قرار دیا جائے خواہ یہ کسی غیر شرعی کام پر بھی مشتمل نہ ہوں (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 255,271) تو دوسری طرف ہندوؤں کی ہولی، دیوالی کا کھانا اور ان کے پیاؤ (سبیل) کا پانی پینا درست کہا جائے (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 575)۔کہاں یہ شقی القلبی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت منانے کو ہندوؤں کے کنیا کا جنم دن منانے سے تشبیہ (براہین قاطعہ) اور کہاں یہ کشادہ دلی کہ بچوں کی سالگرہ منانا جائز (فتاویٰ رشیدیہ)۔فکر آخرت سے محرومیت کی ایسی بے شمار مثالیں ہیں۔ ہم تو ایسی طرز فکر سے اللہ رب العزت کی پناہ مانگتے ہیں۔

(ملاحظہ کیجئے دستاویزی ویڈیو اختلاف کیوں؟ از مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی)

1963ء میں مودودی صاحب کی ایماء پر ان کی جماعت نے پاکستان میں خانہ کعبہ کے غلاف کی نمائش میں حصہ لیا اور جلوس نکالا۔ اس بدعت کو ''خیر عظیم'' قرار دیتے ہوئے مودودی صاحب لکھتے ہیں:

''شریعت کی اصطلاح میں، جس بدعت کو ضلالت قرار دیا گیا ہے، اس سے مراد وہ نیا کام ہے، جس کے لئے شرع میں کوئی دلیل نہ ہو، جو شریعت کے کسی قاعدے یا حکم کے خلاف ہو، جس سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرنا یا نقصان دور کرنا نہ ہو جس کا شریعت میں اعتبار کیا گیا ہے۔ اور جسے سا طرح لازم کیا جائے کہ اس کا نہ کرنا گناہ اور کرنا فرض ہو۔ اگر یہ صورت نہ ہو، تو محض اس دلیل کی بناء پر کہ یہ کام حضور کے زمانے میں نہیں ہوا، اسے بدعت بمعنی ضلالت نہیں کہا جا سکتا۔ علماء کرام نے کہا ہے کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔ ایک واجب، دوسری مستحب، تیسری حرام، چوتھی مکروہ اور پانچویں مباح ہے۔ ہمارے اس قول کی تائید حضرت عمر کے اس ارشاد (یہ کتنی اچھی بدعت ہے) سے ہوتی ہے، جو

انہوں نے نماز تراویح کے بارے میں فرمایا''۔

(ماہنامہ ترجمان القرآن اپریل 1963ء اور رسائل و مسائل 4)

اس نظریہ ضرورت کا نتیجہ ہے کہ، اس گروہ کے رہنما ایسے کام بھی کرتے رہتے ہیں، جنہیں وہ شرک و بدعت قرار دیتے ہیں، مثلاً مزارات پر حاضری دینا یا جلوس عید میلاد النبی ﷺ نکالنا (روزنامہ جنگ کراچی 19 جون 2000ء بمطابق 15 ربیع الاول)۔ دارالعلوم کراچی کے مفتی محمد شفیع صاحب کے فرزند مولانا محمد ولی رازی صاحب نے جب صوبہ سندھ کے وزیر برائے مذہبی امور و اوقاف کا قلمدان وزارت سنبھالا تو بحیثیت صوبائی وزیر، انہوں نے وہ کام بھی سرانجام دیئے، جوان کے ہاں شرک و بدعت قرار دیے جاتے ہیں۔ مثلاً عرسوں کا افتتاح، مزارات پر چادریں چڑھانا، مزار کی طرف منہ کر کے ہاتھ اٹھا کر فاتحہ یا دعا کرنا۔ وغیرہ (بحوالہ اخبارات کراچی 2000ء)۔ اسی نظریہ کے تحت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے والد مفتی محمود صاحب نے، لاہور میں داتا دربار پر چادر چڑھائی اور حلوہ تقسیم کیا (جنگ کراچی 18 اگست 1977) اور شاید یہی نظریہ ضرورت تھا کہ دارالعلوم دیوبند کی سو سالہ تقریبات کا افتتاح کرنے کا شرف مہمان خصوصی محترمہ اندرا گاندھی کو سونپا گیا (اخبارات 23 مارچ 1980ء)۔ جبکہ قرآن میں ہے کہ ''تم تھوڑی قیمت پر میری آیات کو فروخت نہ کرو، اور مجھ سے ڈرو''۔ (سورہ بقرہ 41)

ہمیں تعصب، منافقت اور عقیدت کی اس روش کو ترک کر دینا چاہیے کہ بس مخلص، صالح اور توحید و سنت کا پیکر وہ ہی ہے جو ہماری جماعت کے ساتھ وابستہ ہے۔ کیا یہ بات اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے اور کیا اسی صورت، کوئی شرک و بدعت اور گمراہی کے فتووں سے محفوظ رہ سکتا ہے؟ تقوے کا یہ معیار واضح طور پر ایمان و اسلام کے تقاضوں کے منافی ہے۔

بعض افراد نماز تراویح میں 8 رکعتوں کو سنت رسول ﷺ اور 20 رکعتوں کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ مگر ہر سال اور رمضان کی ہر شب میں نماز تراویح پڑھتے ہیں اور قرآن بھی ختم کرتے ہیں۔ حالانکہ احادیث سے تو اتنا ثابت ہے کہ نبی

کریم ﷺ نے صرف ایک مرتبہ اور وہ بھی رمضان المبارک کی آخری تین راتوں میں تراویح کی نماز پڑھی اور اس میں بھی نہ تو قرآن ختم کیا اور نہ ازخود جماعت بندی کی بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ازخود آپ کے پیچھے جماعت بنائی۔ نماز تراویح کا مروجہ اہتمام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شروع کیا، جس پر دیگر صحابہ کرام نے اجماع واتفاق کیا۔

اسلام میں کسی مسئلہ کو حل کرنے کے چار ذریعے اور اصول ہیں، جن سے شرعی احکام وضع کئے جاتے ہیں۔ قرآن وسنت، اجماع امت اور قیاس یعنی قرآن وحدیث میں اس کے جواز میں مشابہ کسی پہلو کا ثابت ہونا۔ اگر کسی بات کا حکم قرآن میں نہ ہو اور نہ سنت رسول سے وہ بات ثابت ہو، تو محض اس دلیل سے، اس بات کو ناجائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ حدیث میں ہے کہ ''نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو پوچھا کیسے فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا قرآن سے، فرمایا اگر تم اللہ کی کتاب میں اسے نہ پاؤ تو؟ عرض کیا رسول اللہ ﷺ کی سنت سے، فرمایا اگر سنت رسول میں بھی نہ پاؤ تو؟ عرض کیا میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا تو نبی کریم ﷺ نے (خوشی سے) ان کے سینے پر اپنا دست مبارک مارا اور فرمایا ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جسے اللہ کا رسول پسند کرتا ہے'' (ترمذی شریف، ابوداؤد شریف)

صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار نے حضور ﷺ کے ظاہری زمانے میں اور بعد میں اپنے دل سے بہت سی ایسی اچھی بدعتیں یا نئے نیک کام بھی کئے، جن کا حکم نہ قرآن میں آیا، جو نہ حضور نے خود کئے اور نہ کرنے کا حکم دیا۔ بخاری شریف کی ایک حدیث کا خلاصہ ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرآن جمع کرنے کا حکم دیا تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں، جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کام اچھا ہے۔ یہ تاریخ اسلام کی پہلی بدعت حسنہ ہے۔ نماز تراویح لغوی نہیں ایک شرعی عبادت ہے، جو حضور ﷺ کی

ظاہری حیات میں ہر سال پورے رمضان جماعت سے نہیں ہوئی تھی۔ مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے رائج کرتے ہوئے اس کے لئے ''بدعت'' کا لفظ استعمال کیا اور فرمایا ''یہ کتنی اچھی بدعت ہے'' (بخاری شریف)۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمعہ میں دو اذانوں کا طریقہ شروع کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک ہی شہر میں نماز عید کے دو اجتماعات شروع کئے، علم نحو ایجاد کیا۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے پہلی مرتبہ، شہید کئے جانے سے پہلے دو رکعت نفل نماز ادا کی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ کے لئے جمعرات کا دن متعین کیا (مشکوٰۃ، بخاری)۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ وضو کے بعد دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایجاد کردہ کام ''بدعت'' ہیں یا ''سنت''؟ کچھ علماء کا خیال ہے کہ ''سنت'' ہیں۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء راشدین کے طریقے کو ''سنت'' کہا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقوں پر چلنے کی ہدایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں موجود ہے۔ صحابہ کرام کے ایجاد کردہ کام ''سنت'' نہیں بلکہ بدعت حسنہ'' ہیں۔ حدیث میں خلفاء راشدین کی ''سنت'' کا مطلب ان کا طریقہ ہے اور یہ طریقہ ان معنوں میں ''سنت'' نہیں، جس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ''سنت'' ہے۔

لہٰذا اگر ''بدعت'' کے لفظ کو صرف برائی کے معنوں میں لیا جائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایجاد کردہ طریقے یقیناً سنت اور سنت صحابہ ہیں، جو سنت نبی کے مطابق و ملحق ہیں۔ لیکن اگر ''بدعت'' کے لفظ کو اچھے برے دونوں معنوں میں استعمال کیا جائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایجاد کردہ کاموں کو ''بدعت حسنہ'' بھی کہا جا سکتا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جو نئی باتیں خلفاء راشدین نے اپنے دور میں اختیار کیں، وہ اگرچہ اس اعتبار سے کہ حضور کے زمانہ اقدس میں نہ تھیں ''بدعت'' ہیں اور یہ اچھی قسم کی بدعت ہوں گی بلکہ درحقیقت یہ سنت ہوں گی'' (اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان)

''نبی کریم ﷺ پر دین مکمل اور نبوت ختم ہوگئی''۔ یہ جملہ کہہ کر اگر ان کے بعد کے تمام نئے کاموں کو بدعت، گمراہی، دین میں اضافہ اور شریعت میں تبدیلی قرار دے دیا جائے تو پھر سوال یہ ہے کہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دین میں اضافے اور شریعت میں تبدیلی کرنے کا حق حاصل تھا؟ یا کہ دین، صحابہ پر مکمل ہوا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہم سے زیادہ عاشق رسول ﷺ تھے، جو قرآن و سنت کے مفہوم اور شریعت کو ہم سے زیادہ سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بے شمار ایسی بدعتیں یا نئے طریقے رائج کیے، جن کی بنیاد نیکی اور اچھائی پر تھی اور جو کسی طرح بھی گمراہی، دین میں اضافہ اور شریعت میں تبدیلی نہ تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایجاد کردہ ان اچھے طریقوں میں سے بعض پر آج بھی مختلف مکاتب فکر کے افراد لازمی عمل کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نئے اچھے کاموں پر عمل کرنا گمراہی نہیں بلکہ حضور ﷺ کے جاں نثار صحابہ اور اہل بیت اطہار کا طریقہ ہے، خواہ انہیں ''بدعت'' کا نام دیا جائے یا ''نئے کام'' کہا جائے۔

فتاویٰ فیض الرسول میں ہے کہ ''جائز و نا جائز ہونے کا معیار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے زمانے کا عمل نہیں بلکہ جائز و نا جائز کا معیار اچھاء اور برائی ہے۔ اچھی بات کسی زمانے میں ہو اچھی ہے بری بات کسی زمانے میں ہو بری ہے'' (جلد 2 صفحہ 656)۔ لہٰذا کسی چیز کو محض اس لئے جائز اور سنت کے مطابق قرار نہیں دیا جا سکتا کہ وہ چیز قرون ثلٰثہ یعنی عہد رسالت، عہد صحابہ، اور عہد تابعین میں تھی اور نہ ہی اس لئے نا جائز اور خلاف سنت قرار دیا جا سکتا ہے کہ وہ قرون ثلٰثہ میں نہ تھی۔ ورنہ عیسائیوں یہودیوں کے عقائد و اعمال، شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ دور یزید میں سانحہ کربلا اور خانہ کعبہ و مسجد نبوی کی بے حرمتی کے واقعات جائز قرار پائیں گے اور خطبے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام لینا، ان کے نام پر کوئی پروگرام کرنا، اصول فقہ، کتب کی تدوین، قرآن کا ترجمہ و اعراب اور دیگر بے شمار اچھے کام نا جائز قرار پائیں گے۔

''جو بات قرآن، حدیث اور صحابہ سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے اور نا جائز

ہے''۔اس سبق سے کی جانے والی ذہن سازی کا نتیجہ ہے کہ ایک مکتبہ فکر اہل علم نے کلمہ طیبہ کو بدعت قرار دے ڈالا کلمہ طیبہ کو بدعت قرار دینے کے جواب میں اسی مکتبہ فکر کے قاری محمد طیب صاحب (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) کو ایک کتاب ''کلمہ طیبہ'' تالیف کرنا پڑی۔اس کتاب میں قاری صاحب لکھتے ہیں:''مانا کہ روایات میں یہ جملہ ثانیہ (یعنی محمد رسول اللہ) مذکور نہیں، لیکن اس کی نفی اور ممانعت بھی تو مذکور نہیں'' (کلمہ طیبہ صفحہ 84 مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)۔معقول صورت استدلال کی، اگر ہوسکتی ہے تو وہ اثبات ہی کی ہوسکتی ہے، جس میں بطور دلیل یہ کہا جائے گا کہ یا تو کلمہ طیبہ کی ممانعت کسی ایک ہی صحابی کے قول وفعل سے دکھلا دی جائے ورنہ اسے جائز سمجھا جائے'' (صفحہ 112)۔''حجت کے سلسلے میں مستقلاً فعل صحابہ رضی اللہ عنہم کا مطالبہ کیا جانا، شرعیفن استدلال کو چیلنج کرنا ہے'' (صفحہ 113)۔

کسی کام کا ''نہ ہونا'' اور ''منع ہونا''، ان دونوں باتوں میں فرق ہے۔ قاری محمد طیب لکھتے ہیں ''عدم ذکر کے معنی دنیا میں کہیں بھی نفی اور ممانعت کے نہیں ہوتے'' (کلمہ طیبہ صفحہ 84) امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں ''کسی مبارک زمانے میں کسی کام کا کیا جانا، اس کام کے جائز ہونے کی دلیل ہے، مگر نہ ہونا، اس کے ناجائز ہونے کی دلیل نہیں''، البتہ منع ہونا، ناجائز ہونا، جن اجائز ہونے کی دلیل ہوسکتا ہے۔یہی بات شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثناء عشری میں فرمائی۔

کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم علماء سلف کا طریقہ رہا ہے حالانکہ یہ بدعت حسنہ، نہ قرآن سے ثابت ہے، نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے، اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین کے طریقے سے۔مفتی رشید احمد گنگوہی (دیوبندی) لکھتے ہیں ''قرون ثلثہ میں بخاری شریف تالیف نہیں ہوئی تھی، مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے'' (فتاویٰ رشیدیہ کتاب العلم صفحہ 173)۔

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات، ذکر خیر اور دافع بلا نہیں تو خود ذات مصطفیٰ کی کیا اہمیت ہوگی اور محفل میلاد کس قدر خیر کا باعث ہو

گی۔ رحمت عالم ﷺ کی ولادت مبارکہ کے سلسلے میں، شرعی حدود میں خوشی کا اظہار، آپ کی سیرت وفضائل کا تذکرہ، تعریف وتوصیف کا بیان اور درود وسلام کی محفلیں، خواہ 9 ربیع اول کو ہوں یا 12 ربیع اول کو یا سال کے کسی بھی دن جائز، باعث برکت اور باعث ثواب ہیں۔ اسلام میں کچھ دن، راتیں، تاریخیں یا مہینے مختلف فضیلتوں اور برکتوں کے حامل ہیں مگر اسلام میں کوئی دن، تاریخ یا مہینہ منحوس نہیں۔

کسی کام کو جسے حضور اکرم ﷺ کے بعد جائز قرار دیا جارہا ہو، اسے حضور نے خود کیوں نہیں کیا؟ اس کا انحصار کام کی نوعیت، ضرورت، ماحول اور مشیت الٰہی پر ہے۔ جو کام حضور ﷺ نے نہ کیا اور نہ، کرنے کا حکم دیا، اگر اس کی اسلامی شریعت میں ممانعت نہ ہو اور وہ کام قرآن وسنت کیکسی حکم وحکمت کے خلاف نہ ہو تو ایسا کام اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لئے کرنا کوئی بری بات نہیں۔ اگر اسی پر بضدر ہا جائے کہ یہ کام تو حضور ﷺ کے زمانے میں بھی ہوسکتا تھا مگر حضور نے تو نہ کیا، لہٰذا اب اسے کرنا ناجائز اور بری بدعت ہے۔ اس اصول کو اگر ہر صورت از خود درست قرار دیا جائے اور دانستہ طور پر صرف پسندیدہ مثالیں پیش کر کے دیگر مثالوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو نظر انداز کردہ بہت سے اچھے کام ایسے ہیں جو حضور کے زمانے میں بھی ہوسکتے تھے مگر نہ ہوئے، مثلاً ہر سال پورے رمضان 20 رکعت باجماعت تراویح پڑھنا، قرآن پر اعراب لگانا، قرآن کو ایک لغت اور قرأت پر جمع کرنا، قرآن کو پاروں میں تقسیم کرنا، رکوع کے مقامات مقرر کرنا، مقابلہ قرأت کی محافل منعقد کرنا، مسجد میں محراب و مینار بنانا وغیرہ۔ جب کہ ان تمام کاموں کی وجوہات، باعث اور محرکات عہد رسالت میں موجود تھے۔ کیا معاذ اللہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا پیش کردہ دین ناقص اور نامکمل ہے یا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ نے دین اور فرائض رسالت میں کوتاہی اور خیانت کی، جو یہ کام امت کو نہ بتائے۔ معلوم ہوا کہ محض پسند وناپسند کی بنیاد پر کسی چیز کو جائز وناجائز قرار دینے کا ''جدید قاعدہ'' درست نہیں۔ مفتی محمد شفیع لکھتے

ہیں ''جس کام کی ضرورت عہد رسالت میں موجود نہ تھی، بعد میں کسی دینی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پیدا ہوگئی وہ بھی بدعت میں داخل نہیں''۔

(سنت و بدعت صفحہ 12)

کسی کام کے نئے ہونے میں کوئی برائی نہیں اور نہ صرف پرانا ہونا کوئی اچھائی ہے بلکہ اچھائی برائی تو اس کے اچھے اور برے ہونے کی ہونے سے ہے نہ کہ نئے اور برے ہونے کی وجہ سے، خواہ یہ کام جب کا ہو یا اب کا، مگر شرط یہ ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہو۔ علماء اس حدیث پر متفق ہیں کہ ''جس چیز کو مسلمان (علماء) اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے''۔

(مستدرک حاکم جلد سوم)

یاد رکھیے! ہر نیا کام یا بدعت تین میں سے کسی ایک خصوصیت پر مشتمل ہوگی (1) وہ اچھی ہوگی۔ یا (2) بری ہوگی۔ یا (3) وہ نہ اچھی ہوگی نہ بری ہوگی۔ قرآن و حدیث سے ہمیں یہ اصول ملتا ہے کہ جو اچھی ہے اس پر عمل کیا جائے کہ حضور ﷺ نے خود اس پر اجر و ثواب کی بشارت دی ہے (مسلم و مشکوٰۃ شریف) جو بری ہے اسے نہ کیا جائے کہ وہ گمراہی ہے اور جو بدعت نہ بری ہے نہ اچھی، تو وہ جائز ہے۔ اگر ہم علماء امت کو نظر انداز کر کے ہر اچھی بات کو محض نیا ہونے کیوجہ سے نا جائز قرار دیں اور صرف سنت رسول پر ہی زور دیں تو پھر انصاف کا تقاضہ ہے کہ ہم ظاہر و باطن میں سنت کے رنگ میں رنگ جائیں۔ حضور ﷺ کا رہن سہن اختیار کریں۔ چھوٹا سا حجرہ، سادہ سا ایک لباس، کھانے کے لئے جو یا کھجور کا بغیر چھنا آٹا، سونے کے لئے ٹاٹ، سواری کے لئے جانور، قناعت و فاقے کا معمول اور جہاد کے لئے تیر، تلواریں اور نیزے وغیرہ۔ ان کے علاوہ باقی تمام کا شمار بدعات میں ہونا چاہیے، اس لئے کہ اسلام میں دنیا دین سے جدا نہیں اور دین و دنیا وہی ہے، جو حضور ﷺ نے پیش کیا (نئی نئی باتیں از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

ایک مرتبہ مخبر صادق ﷺ نے اپنے وصال کے فوراً بعد کے بڑے واقعات، اختلافات اور اس وقت کے فتنہ پرور بدعتوں کی اطلاع دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''جو تم میں سے میرے بعد زندہ رہا وہ بڑا اختلاف دیکھے گا۔ تو تم پر لازم ہے کہ میرے اور میرے خلفائے راشدین کے طریقے کو دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور دین میں جو نئے کام جاری کئے جائیں ان سے بچتے رہو کہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے''۔

حضور اکرم ﷺ کی اس پیش گوئی کے مطابق آپ ﷺ کے وصال کے فوراً بعد چار بڑے فتنے اور گمراہ کن بدعتیں پیدا ہوئیں۔

1 نبوت کا جھوٹا دعویٰ۔
2 مرتد ہونا یعنی مسلمان ہونے کے بعد کفر اختیار کرنا۔
3 زکوٰۃ سے انکار کرنا۔
4 فتنہ خوارج و بغاوت۔

حضور ﷺ کے فرمان کے تحت رہتی دنیا تک یہ بڑی بدعتیں ہیں جو بڑے فتنوں کا سبب بنیں۔ اس بات کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب کچھ لوگوں کو روز محشر جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا تو نبی ﷺ عرض کریں گے کہ ''اے میرے رب یہ تو میرے صحابہ ہیں! کہا جائے گا اے حبیب ﷺ آپ کو (از خود) اندازہ نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا بدعتیں نکالی تھیں جب آپ ﷺ ان سے جدا ہوئے، یہ (مرتدین) اپنی ایڑیوں کے بل دین سے پھرے رہے۔'' (از تصویر بدعت، پروفیسر محمد طاہر القادری بحوالہ مسلم شریف، کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمہا واہلہا)۔ اسی طرح کی حدیث بخاری شریف باب الفتن میں بھی ہے۔

''ہر بدعت گمراہی ہے''۔ اگر اس کا یہ مطلب نکالا جائے کہ دین اسلام میں ہر نئی چیز گمراہی ہے، تو یقیناً ایک باشعور شخص، اس بات کو اسلام پر ایک عظیم بہتان تصور کرے گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ موجودہ زمانہ گمراہ کن مختلف بری بدعتوں سے خالی ہے اور نہ یہ کہ ہر نئے کام کو از خود بدعت قرار دے کر گمراہی سمجھ لیا جائے۔ اگر ہر بدعت کو گمراہی قرار دیا جائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے اب تک کے لاکھوں شرعی اجتہاد، فیصلے، احکام، مذہبی، رسوم اور معاملات گمراہی قرار

پائیں گے۔ اس سے اسلام میں اجتہاد کا دروازہ نہ صرف بند ہو جائے گا بلکہ ہماری زندگی کے اکثر معاملات بھی گمراہی کے زمرے میں آئیں گے۔ علامہ ابن منظور افریقی، علامہ ابن اثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں ''حدیث میں، ''ہر نیا کام بدعت ہے''۔ اس سے مراد وہ کام ہے جو شریعت کے خلاف ہو''۔

(شرح مسلم 2 صفحہ 553 بحوالہ لسان العرب 8 صفحہ 6)

اسلام وہ دین ہے جس نے قوموں کو زندہ کیا اور انسانی ترقی کو رفتار بخشی۔ سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم علمی ترقی، سائنس، ٹیکنالوجی سمیت کسی نئے اچھے کام کی کبھی مخالف نہیں رہی۔ جنسی واخلاقی بے راہ روی اور سکون سے محروم بے کل زندگیوں کا نام ترقی نہیں۔ اسلام ایسی بدعت اور نام نہاد ترقی کا مخالف ہے، جس سے معاشرے میں برائیوں، بیماریوں اور فتنہ وفساد کو فروغ حاصل ہو۔ اسلام ایک اعتدال پسند، امن پسند، ترقی پسند، سیدھا سادہ اور آسان دین ہے، جس میں کسی ایسے کام پر کوئی جبر، پابندی اور قید نہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے خلاف نہ ہو۔ قرآن میں ہے کہ خداوند عالم نے تمہارے لئے دین میں ہرگز کسی قسم کی شدت اور سختی نہیں رکھی (حج 78)۔ شریعت نے، جن مسائل میں آسانی اور سہولت فراہم کی ہے، تو اس شرعی سہولت کو پس پشت ڈال کر ڈھونڈ ڈھونڈ کر دشواری اور شدت اختیار کرنا کہ جس سے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ ہو، ہرگز دین کی خدمت نہیں۔

کسی کے غلط کاموں کو اس کا مذہب و مسلک قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اگر کوئی مسلمان شراب پیتا اور بیچتا ہے تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ مسلمانوں کے مذہب میں شراب جائز ہے۔ ہمارے معاشرے میں بعض کام دینی یا دنیاوی طور پر ایسے بھی کئے جاتے ہیں، جنہیں ہمارے ہاں کسی مکتبہ فکر کے علماء کی سپورٹ حاصل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ماہ محرم کے مختلف جاہلانہ طریقے، مختلف علاقوں یا خاندانوں میں شادی یا موت کی بعض رسمیں، مزارات اور عرسوں پر نامناسب طریقے یا یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور کا ٹکڑا ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ اپنے حقیقی جسم کے ساتھ

حاضر اور موجود ہیں، حضور ہر میلاد شریف یا محفل نعت میں ضرور تشریف لاتے ہیں۔ یہ عقائد ہمارے ہاں کسی بھی مذہب و مسلک کے مذہبی عقائد ہرگز نہیں۔ انہیں کسی معتبر حوالے کے بغیر، کسی کی طرف منسوب کرنا ایک بہتان ہے۔ البتہ یہ عقیدہ ثابت ہے کہ افضل البشر ﷺ کی حیات، امت کے شہداء کی حیات سے افضل ہے۔ آپ ﷺ اپنی قبر انور میں تشریف فرما ہیں اور اپنی امت کے احوال و اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں، آپ ﷺ اللہ کے عطا کردہ اختیار کے تحت، جس محفل میں چاہیں تشریف لا سکتے ہیں۔ آپ ﷺ جس پر نظر کرم فرمائیں اسے سوتے میں اپنی زیارت سے مشرف کر سکتے ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں ''رہا یہ شبہ کہ آپ ﷺ کو کیسے علم ہوا، یا کئی جگہ، ایک وقت میں کیسے تشریف فرما ہوئے تو یہ شبہ ضعیف ہے'' (فیصلہ ہفت مسئلہ) (تفصیل دیکھیے سیرت النبی ﷺ بعد وصال النبی از عبدالمجید صدیقی مطبوعہ فیروز سنز۔ بہار شریعت 16، مزارات اولیاء اور توسل علامہ سید شاہ تراب الحق قادری)۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ کسی مکتبہ فکر کے کچھ افراد کا ہر عمل ایسا ہو، جس پر اس مکتبہ فکر کے دیگر علماء بھی متفق ہوں۔ لوگوں کو چاہیے کہ اپنے مکتبہ فکر کے مہذبانہ اور علامانہ تشخص (IMAGE) کو مجروح کرنے سے گریز کریں۔

اسلام کسی کی بے عملی کی بناء پر اس کے کسی دوسرے نیک و جائز عمل پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔ اللہ چاہے تو کسی کو محض راہ سے کانٹا ہٹانے یا کتے کو پانی پلانے پر بھی بخش سکتا ہے (بمطابق بخاری شریف کتاب لمظالم، کتاب المساقات)۔ قرآن میں ہے کہ ''بے شک اللہ نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا'' (سورۂ توبہ آیت 120)۔ بخاری شریف میں سورۂ الزلزال کی آیت 8-7 کی تفسیر میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اگر کوئی گھوڑا نہر کے پاس سے گزرے اور پانی پی لے تو اس کے مالک کو اس کا ثواب ملے گا، اگرچہ مالک کا ارادہ گھوڑے کو پانی پلانے کا نہ تھا''۔ تفسیر ضیاء القرآن میں ان آیات کی تفسیر میں ہے کہ ''بعض اوقات انسان چھوٹی نیکی کو حقیر سمجھ کر نظر انداز کر دیتا ہے اور بعض اوقات چھوٹے گناہ کو چھوٹا سمجھ

کر، اس کا ارتکاب کرتا ہے، یہ دونوں روشیں غلط ہیں"۔ ان کے علاوہ سورہ بقرہ آیت 158,184,195۔ سورہ بنی اسرائیل 7، سورہ حج 77، سورہ آل عمران 25، سورہ انعام 160، سورہ حم السجدہ 46، سورہ مومن 40، سورہ نحل 30، سورہ عنکبوت 7-8، اور دیگر آیات واحادیث میں بھی نیکیوں اور برائیوں پر جزا اور سزا کا بیان موجود ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ کوئی نیکی لازمی طور پر قبول ہو۔ کسی کوتاہی کی وجہ سے نیکیوں کے مسترد یا معلق رہنے کا امکان موجود ہے، مگر اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ کسی کا یہ سمجھنا غلط ہے کہ وہ اپنی عبادات اور نیکیوں کی وجہ سے جنت میں جائے گا۔ نیکی کی جزا تو اللہ کا فضل اور برائی کی سزا اللہ کا عدل ہے۔ "فقہاء اسلام نے کہا کہ نیکیوں سے صرف صغیرہ (چھوٹے) گناہ معاف ہوتے ہیں اور کبیرہ (بڑے) گناہ توبہ کی قبولیت، یا نبی کریم ﷺ کی شفاعت یا محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے معاف ہوتے ہیں" (تفسیر تبیان القرآن جلد صفحہ 649 اور شرح مسلم شریف 2 صفحہ 302) قرآن کریم میں، معافی کے ان تینوں ذرائع کا ایک ساتھ اس طرح بیان ہے۔ "اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تو اے نبی ﷺ یہ آپ کے پاس آ جاتے، اور اللہ سے معافی طلب کریں اور اگر رسول بھی ان کی مغفرت چاہتے تو وہ یقیناً اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے" (النساء آیت 64) مفتی محمد شفیع اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "آج بھی روضۂ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے" (معارف القرآن جلد 2 صفحہ 460)۔ حدیث میں ہے کہ نبی رحمت نے فرمایا "تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہو اور برائی کے بعد کوئی نیکی کرو، جو اس برائی کو مٹا دے اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

(ترمذی شریف، مسند امام احمد)

اگر کوئی شخص فرائض و واجبات، صحیح طرح یا پابندی سے ادا نہیں کرتا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسے دیگر جائز کاموں کے بھی ترک کرنے کا مطالبہ کیا جائے یا کہ اس کے دیگر جائز کاموں کو ناجائز قرار دے دیا جائے بلکہ اس کی اصلاح

کرتے ہوئے اس کو صحیح فرائض و واجبات کی طرف بھی راغب کیا جائے گا۔ اس لئے کہ فرائض و واجبات کا ضروری ہونا اپنی جگہ اور سنت و مستحب کاموں کا اچھا ہونا اپنی جگہ۔ کچھ افراد کا موقف یہ ہوتا ہے کہ صاحب اصل چیز تو فرائض چیز تو فرائض و واجبات اور حقوق العباد ہیں۔ ان میں سے بعض تو یہ بات خلوص دل سے کہتے ہیں مگر بعض ''سادہ لوگ'' اس بنیاد پر ایک مستحب یا مباح کام کو ناجائز قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ان کے نزدیک یہ کام ہر صورت ناجائز یا حرام ہی ہوتا ہے، خواہ فرائض و واجبات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اور غیر شرعی امور سے بچتے ہوئے، اسے دیانت دارانہ طور پر اختیار کیا جائے۔

- اگر کسی مستحب اور جائز کام کے کرنے میں حرام اور ناجائز کام کیا جارہا ہوتو اول تو اس بری بات کو نکال باہر کرنا ضروری ہے، اگر اس بری بات سے بچنا ممکن نہ ہوتو اس صورت میں حرام کام سے بچنے کے لئے مستحب کام کو ترک کرنا بہتر ہے۔ مثلاً تاش کھیلتے ہوئے اور فلمی گانے سنتے ہوئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کے نام پر حلیم پکائی جائے اور تاش، گانوں سے بچنا ممکن نہ تو اس طرح حلیم پکانے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ کسی دارالعلوم کی تقریب میں، اگر بے پردہ اور غیر مسلم خاتون کو بطور مہمان خصوصی مدعو کیا جائے تو ایسی تقریب میں شرکت نہ کرنا ضروری ہے۔ شادی کی تقریبات یا بزرگان دین کے عرس جائز ہیں مگر ان پروگراموں سے فواحش و منکرات کا خاتمہ ناممکن ہو تو ان میں شرکت نہ کرنا بہتر ہے۔ سورۂ حدید آیت 27 میں عیسائیوں کے بارے میں ہے کہ ''انہوں نے اللہ کی رضا کے لئے خود رہبانیت کی بدعت اختیار کی، ہم نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ مگر وہ اسے اس طرح نہ نبھا سکے (یا پابندی نہ کر سکے)، جس طرح کہ نبھانا چاہئے تھا۔ تو ہم نے ایمان والوں کو اس کا ثواب عطا کیا۔ اور انمیں سے بہت سے فاسق ہیں'' (جنہوں نے رہبانیت ترک کی یا اسے صحیح طرح نہ نبھایا)۔ معلوم ہوا کہ اللہ اچھی بدعت پر عمل پیرا ایمان والوں کو اجر عطا فرماتا ہے۔ مگر پھر اس کو ترک کرنے یا اس میں منع کردہ غلط باتیں شامل کرنے کو فسق و

فجور قرار دیتا ہے۔ اس کا انحصار احکام کی حیثیت و نوعیت پر ہے۔

بری بدعت ہر حال میں بری ہے، خواہ اسے دینی یا دنیاوی طور پر، مستحب و مباح کے ساتھ اختیار کیا جائے یا محض شغل کے طور پر کیا جائے۔ فواحش و منکرات کسی مزار پر ہوں یا کسی گھر پر، خوشی کی تقریب میں ہوں یا غم کے موقع پر، ہر صورت برے ہیں۔ سوچ کا یہ زاویہ ہرگز درست نہیں کہ میلاد اور نعت کو تو، بدعت قرار دے کر ٹیلی وژن یا ٹیپ بند کر دیا جائے اور دیگر پروگرام اس سبب قابل قبول ہوں کہ ان کی حیثیت دینی نہیں۔ کسی برے اور غلط کام کو کرنے کا یہ جواز ہرگز ہرگز درست نہیں کہ یہ مذہبی طور پر اور ثواب کی نیت سے نہیں کیا جاتا۔ بلکہ یہ جواز برائیوں کی حوصلہ افزائی کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

اگر کسی جائز کام میں کوئی ناجائز کام شامل ہو جائے تو شامل ناجائز کام ہی ناجائز قرار پائے گا اور جائز کام جائز رہے گا۔ مثلاً بزرگوں کی خدمات کے اعتراف میں ان کی یاد منانا، ان کے لئے ایصالِ ثواب کرنا، ان کے مزار پر حاضری دینا، ان کے وسیلے سے دعا کرنا یا ان سے فیض و برکت کا حاصل ہونا ایک جائز عقیدہ و عمل ہے۔ مگر بزرگوں کے مزار کو سجدہ کرنا، مزار پر نشے کا کاروبار کرنا، بے حیائی کا مظاہرہ کرنا اور مزار پر دیگر غیر شرعی و جاہلانہ حرکتیں کرنا، بلاشبہ غیر شرعی عمل اور بری بدعت ہیں، مگر اس وجہ سے دیگر جائز باتوں کو بھی ناجائز قرار دیا جا سکتا اور ایسا کرنا بھی ایک بری بدعت ہے۔ قرآن میں ہے کہ ''حق پر باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ''۔ (سورہ بقرہ 42)

گوئبلز کا قول ہے ''اتنا جھوٹ بولو کہ وہ سچ معلوم ہونے لگے''۔ اس قول کے تحت بعض اوقات محض تعصب کے باعث ایسی باتیں بھی اہل سنت سے منسوب کر دی جاتی ہیں جو خود ساختہ ہوتی ہیں اور جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر ایک مکتبہ فکر کے فقیہ العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں:
''بعض لوگ بری ڈھٹائی سے یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ''عالم الغیب'' نہیں، بلکہ رسول اللہ ''عالم الغیب'' ہیں، ایسا کلمہ کفر سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں''

(اختلاف امت اور صراط مستقیم صفحہ 42) جبکہ اس کتاب میں حوالے کے بغیر پیش کردہ یہ عقیدہ اور اس طرح کے دیگر عقائد عالم تو عالم کسی جاہل کے بھی نہیں۔ دارالعلوم بنوری ٹاؤن کراچی کے مفتی صاحب کی تصدیق کردہ ایک کتاب میں تو یہ تحریر ہے کہ ''ان لوگوں نے ایک مخصوص نماز ''صلوۃ غوثیہ'' ایجاد کی ہے، جو بغداد کی طرف رخ کر کے پڑھتے ہیں'' (از بدعت اور اس کی مختلف شکلیں صفحہ 107)۔ اللہ اللہ خوف خدا کے نام پر بے خوفی کا یہ عالم! کیا ان لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ قیامت کبھی نہیں آئے گی؟ اختلاف رائے اپنی جگہ، مگر یہ تو دین کے نام پر جھوٹ، فریب، بہتان تراشی اور دھوکہ دہی ہے۔ ہم ایسی بد مذہبی اور اندھے تعصب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہمیں تبلیغ، للٰہیت، تقویٰ اور قرآن وسنت کے نام پر اس طرح کی فتنہ پرور باتوں سے مسلمانوں میں بدگمانیاں پھیلانے سے گریز کرنا چاہیے۔ سادہ لوح عوام کے فریب دینے کے لیے بعض کتابوں میں ایسی ٹیکنیکل خیانتیں بھی کی گئی ہیں کہ سلف صالحین اور بزرگوں کے عقائد ومعمولات سے چشم پوشی اختیار کر کے صرف ان کے بعض اقوال کو من پسند معنوں میں کوڈ کیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنا خواب بیان کیا کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص جبڑوں کو، لوہے کے ایک آنکڑے سے اس کی گدی تک، باربار چیرا جارہا تھا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو بہت جھوٹا ہے، جھوٹی باتیں گھڑتا ہے اور لوگ اس کی جھوٹی باتیں نقل کر کے دنیا بھر میں پھیلاتے ہیں، اس کو قیامت تک اسی طرح عذاب دیا جاتا رہے گا (بحوالہ بخاری شریف اول، پارہ 6)۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا ''یہ آپ ﷺ کی امت کے واعظین ہیں'' (مشکوٰۃ 2) مخبر صادق ﷺ نے فرمایا ''آخری زمانے میں بہت سے دجال اور کذاب ہوں گے۔ وہ تمہیں ایسی ایسی باتیں سنائیں گے، جو تم نے کبھی نہ سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے، ان سے بچتے رہو، وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور فتنے میں نہ ڈال دیں''۔

(مسلم، مشکوٰۃ صفحہ 28)

آپ کے علم میں ہونا چاہئے کہ آج بھی عالم اسلام کی اکثریت جن عقائد کی حامل ہے، یہ وہی عقائد ہیں، جو صحابہ واہل بیت، اولیاء کے تھے۔ جن پر امام ابو حنیفہ، غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مجدد الف ثانی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اور عالم اسلام کی اکثریت ہمیشہ رہی ہے۔ (مطالعہ کیجئے عقائد ونظریات از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، بزرگوں کے عقیدے از مفتی جلال الدین احمد امجدی، جشن عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت از پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری، عیدوں کی عید از ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

آسان زبان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو ''حدیث نبوی'' اور فعل کو ''سنت نبوی'' کہا جاتا ہے۔ تمام احادیث پر عمل کرنا ناممکن ہے اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیات وکمالات بھی احادیث میں ہیں۔ گزشتہ امتوں کا ذکر بھی ہے اور مستقبل کی پیش گوئیاں بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث پر نہیں سنتوں پر عمل کرنے کی ہدایت کی ہے، سوائے ان سنتوں کے جو خصوصی یا منسوخ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض سنتیں ایسی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی خاص ہیں یا آپ نے اپنی کسی صحابی کے لئے خاص کیں۔ مثلاً آپ کا بیک وقت چار سے زیادہ نکاح کرنا، حضرت ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کو 6 ماہ کے بکرے کی قربانی کی اجازت دینا (بخاری شریف) حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمن کو ریشم کا کپڑا پہننے کی اجازت دینا (بخاری) حضرت براء بن عازب کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی اجازت دینا، وصال کے روزے (بخاری شریف) یا کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے روزے کے کفارہ والا واقعہ وغیرہ۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہیں۔ نبی کو شرعی احکام جاری کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ (سورہ بقرہ آیت 151,143,144، آل عمران 164، الاعراف 157، توبہ 29، حشر 7، احزاب 36، نساء 80,94)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ یہ اختیار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیات اور منصب رسالت کو اجاگر کرتا ہے۔ امتی کو رسول اللہ کی ان خصوصی سنتوں پر عمل کرنا منع ہے۔ صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو اور غسل کے استعمال شدہ پانی کو برکت کے لئے اپنے چہروں پر ملتے اور پی بھی لیا کرتے تھے۔ (بخاری شریف، الخصائص الکبریٰ)۔
وقار الفتاویٰ میں ہے کہ ''مریدین کا اپنے پیر کے وضو، غسل کا مستعمل (استعمال شدہ) پانی پینا، جائز ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تخصیصی واقعات کو دلیل بنانا کسی بھی شخص کے لئے جائز نہیں'' (جلد اول صفحہ 178)۔

بعض کاموں کو حضور نے اختیار کر کے ہمیشہ کیلئے ترک کر دیا یا ان سے منع فرمایا، وہ متروک اور منسوخ سنتیں ہیں اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمرے میں نہیں آتیں۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں نے تمہیں تین دن کے بعد قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع کیا تھا، پس اب کھاؤ، صدقہ کرو اور ذخیرہ کرو، اور میں نے تمہیں نبیذ (ایک مشروب) بنانے سے منع کیا تھا پس اب تم نبیذ بناؤ اور ہر نشہ آور حرام ہے اور میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب قبروں کی زیارت کرو اور کوئی بے ہودہ بات نہ کرو (موطا امام مالک) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں نے تم کو چمڑے کے برتنوں میں پینے سے منع کیا تھا، اب تم ہر برتن میں پیا کرو البتہ نشہ آور مشروب نہ پینا'' (مسلم شریف)۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ہر عمل میں امت کے لئے رہنمائی اور تعلیم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض سنتیں، امت کو مختلف شرعی مسائل اور معاملات سے آگاہ کرنیکا سبب ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا، مگر ایک بار ایک عذر کے باعث کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل سے امت کو مجبوری کی صورت میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی اجازت ملی ورنہ مجبوری کی حالت میں بھی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا گناہ ہوتا، جو کہ اب نہیں ہے۔ اس حدیث کو بنیاد بنا کر کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو عادت بنا لینا غلط ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر ایک آدھ مرتبہ ننگے سر نماز پڑھ لی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کے فراموش کر کے ننگے سر نماز پڑھنے کو عادت بنا لیا جائے۔

بعض اوقات ایک کام جائز ہوتا ہے مگر لوگ اس کا ناجائز فائدہ اٹھانے لگتے ہیں یا اس کے جائز ہونے کی وجہ باقی نہیں رہتی تو علماء اس کی نوعیت دیکھ کر اس کام کو منع فرماتے ہیں۔ اس طرح بعض اوقات ایک منع کردہ کام کے منع کرنے کی وجہ ختم ہو جائے تو اسے (حیثیت کے مطابق) کرنے سے منع نہیں کیا جاتا۔ یہ اسلام کا ایک فقہی اصول ہے کہ "بعض اوقات زمانہ بدلنے سے فقہی احکام بھی بدل جاتے ہیں" (رسائل ابن عابدین شامی جلد 1 صفحہ 45، مطبوعہ سہیل اکیڈمی) (شرح مسلم شریف 2، صفحہ 79) قرآن کو مزین کرنا، محراب بنانا اور مسجد کی دیواروں پر قرآن کی آیات لکھنا صحیح نہ تھا (اتقان) جیسا کہ حضور کا فرمان ہے "تم مسجدوں کو اس طرح مزین کرو گے جسے یہود و نصاریٰ نے اپنی عبادت گاہوں کو کیا ہے" (ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، مسلم شریف کتاب الزہد والرقاق)۔ مگر چونکہ آج یہود و نصاریٰ کی پیروی یا تشبیہ میں تکبر کے اظہار اور دل سے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کے لئے سجایا جاتا ہے اور محراب، مینار، گنبد بنائے جاتے ہیں۔ لہٰذا اب بعد کے علماء نے ان کاموں جائز قرار دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ بعض اوقات وہ کام منع ہو سکتے ہیں، جو منع کرنے کی حکمت کے خلاف ہوں اور جو نئے کام منع ہونے کے اصل مقصد اور شریعت کی روح کے خلاف نہ ہوں وہ صورتحال دیکھ کر جائز بھی قرار دیئے جا سکتے ہیں۔

ایک حدیث میں بری بدعت کی دو خصوصیات بیان ہوئی ہیں۔

1 جو گمراہ کر دینے والی ہو یعنی قرآن و سنت کی راہ کے خلاف ہوں۔

2 جس میں اللہ اور رسول کی رضامندی شامل نہ ہو۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے ایسی بدعت کو ایجاد کیا جو گمراہی ہو اور اللہ اور اس کا رسول اس سے راضی نہ ہوں تو اس کو اس (بری بدعت) پر عمل کرنے والوں کے برابر گناہ ملے گا اور اس (بری بدعت) پر عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہو گی" (مشکوٰۃ، مسلم، ترمذی شریف باب العلم)۔

بعض علماء عیسائیت اور یہودیت کے عقائد و اعمال کو بدعت قرار نہیں دیتے،

اس لئے کہ یہ عقائد حضور نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بھی تھے جبکہ قادیانی، آغا خانی، اور وہابی مذہب کے عقائد کو بدعت کہا جاتا ہے اس لئے کہ یہ عقائد عہد رسالت میں نہ تھے۔ (جاء الحق از مفتی احمد یار خان نعیمی)

عقائد اور اعمال کے جو طریقے، حضور ﷺ نے اپنی حیات ظاہری میں اختیار کیئے وہ حضور کی ''سنت'' ہیں۔ان میں سے جو کام حضور نے تقریباً ہمیشہ یعنی اکثر کیئے اور بغیر وجہ کے کبھی انہیں ترک نہیں کیا اور جن کی تاکید فرمائی مگر ترک ہو جانے پر منع بھی نہیں فرمایا تو یہ کام سنت مؤکدہ ہیں۔ (جسے ترک کرنے سے منع کیا وہ واجب ہیں) سنت مؤکدہ کو ادا کرنا ثواب اور ترک کرنا برا ہے، اگر ترک کو عادت بنا لیا جائے تو یہ مکروہ تحریمی ہے اور عذاب کا باعث ہے اور اگر کبھی کبھی ترک ہو تو کوئی بات نہیں لیکن اگر سنت غیر مؤکدہ کے ترک کو مستقل طور پر عادت بنا لیا جائے تو یہ بات باعث عتاب (ملامت) ہے۔ مستحب کو ادا کرنا ثواب ہے اور نہ کرنے کا کوئی گناہ نہیں۔ بعض کے نزدیک بعض مستحبات کا ترک مکروہ تنزیہی ہے اور باعث ملامت ہے ضروری نہیں کہ ہر مستحب کام نبی کریم ﷺ سے اسی طرح ثابت ہو۔ اگر کسی کام کی اچھائی اور پسندیدگی کا اشارہ بھی شریعت میں ملتا ہے تو وہ کام مستحب ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کی ہر سنت غیر مؤکدہ مستحب ہے مگر ہر مستحب سنت غیر مؤکدہ نہیں۔ (متفرق ماخوز از فتاوٰی رضویہ 1، تفسیر تبیان القرآن 7 صفحہ 822، بہار شریعت 2 اور دیگر کتب) سنت غیر موکدہ اور مستحب کاموں کو لغوی اعتبار سے نفل بھی کہا جاتا ہے۔ شرعی طور پر سنت رسول سے مراد، رسول اللہ ﷺ کا جاری کردہ وہ طریقہ ہے جو امت کے لئے باعث اتباع ہو۔

بعض کام حضور ﷺ نے اللہ کی عبادت کے لئے کیئے اور بعض کام روزمرہ زندگی کے عام دنیاوی معمولات کی حیثیت سے بطور عادت کیئے یا اتفاقی طور پر کیئے۔ بعض علماء عبادت والے کاموں کو تو سنت مؤکدہ اور سنت غیر مؤکدہ میں تقسیم کرتے ہیں مگر عادت والے کاموں کو صرف سنت غیر مؤکدہ کے درجے پر رکھتے ہیں۔ مولانا مودودی اس سلسلے میں ایک عجیب اور مختلف عقیدہ رکھتے ہیں۔

وہ لکھتے ہیں: ''آپ کا یہ خیال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بڑی داڑھی رکھتے تھے، اتنی بڑی داڑھی رکھنا سنت رسول یا اسوۂ حسنہ ہے، یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عادات رسول کو بعینہ وہ سنت سمجھتے ہیں، جس کے جاری اور قائم کرنے کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے جاتے رہے ہیں۔ مگر میرے نزدیک صرف یہی نہیں کہ یہ سنت کی صحیح تعریف نہیں ہے، بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور پھر ان کے اتباع پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریف دین ہے'' (رسائل ومسائل اول) مولانا یوسف لدھیانوی اس بات کو، مولانا مودودی کی غلط فہمی اور ایک بے ہودہ جسارت قرار دیتے ہوئے سوال کرتے ہیں کہ، جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے مقابلے میں اتنا جری ہو، کیا وہ عالم دین کہلانے کا مستحق ہے؟۔ (اختلاف امت اور صراط مستقیم صفحہ 187)

خلاف سنت وہ عمل ہے، جو اس سلسلے میں موجود حضور کی کسی اصل سنت کے مقصد، منشاء اور حکمت کے خلاف ہو اور جس سے حضور کی کسی سنت کا مقصد ختم ہو جائے نہ کہ وہ عمل جو حضور کی سنت نہ ہو۔ کسی کام کو خلاف سنت قرار دینے کے لئے اس کے ایک تو اس کے مقابل اصل سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کرنا ضروری ہے، دوسرے یہ کہ سنت کے خلاف قرار دیئے گئے کام کو، مقابل اصل سنت کی حکم ومنشاء کے خلاف ثابت کرنا ضروری ہے۔ ''بدعت وہ ہے جو سنت مٹا دے''۔ یہی وجہ ہے کہ مسواک کرنا سنت ہے مگر برش کرنا خلاف سنت نہیں۔ بلکہ بعض علماء کے نزدیک منجن وٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کرنا بھی سنت مسواک کے حکم میں ہے اور اس سے بھی سنت کا ثواب ملے گا۔

(شرح مسلم شریف اول صفحہ 914، از علامہ غلام رسول سعیدی)

غیر سنت کو سنت پر فضیلت نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''جس نے میری امت میں فتنہ فساد کے زمانے میں میری سنت پر عمل کیا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا'' (مشکوٰۃ شریف) اس حدیث کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ جو کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں، وہ بری بدعت ہے۔ ایسا کام کرنا جائز اور ثواب کا باعث بھی ہو سکتا ہے، بشرط

یہ کہ اسے شرعی طور پر لازم قرار نہ دیا جائے اور وہ حضور ﷺ کی کسی سنت کی منشاء کے خلاف نہ ہو اور قرآن و حدیث میں اس کی ممانعت نہ ہو۔ جیسا کہ پاک ٹوتھ پیسٹ اور برش سے دانتوں کی صفائی کرنا۔ عمامے کے بجائے اپنی پسند کی کوئی مخصوص ٹوپی پہننا، مختلف درود شریف اور دعائیں پڑھنا وغیرہ۔ نبی کریم ﷺ کی کوئی سنت، کسی جائز یا مستحب بدعت پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتی اور نہ ہی کسی مستحب اور جائز کام کی مخالفت کرنا نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے۔

سنت کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ احادیث و سنت نبوی ﷺ، قرآن کو سمجھنے اور صاحب قرآن ﷺ سے قلبی تعلق کو مضبوط کرنے کا ذریعہ ہیں۔ قرآن کی عملی تفسیر نبی کریم ﷺ کی احادیث و سنت میں ملتی ہے۔ قرآن میں صلوٰۃ کا ذکر ہے مگر یہ احادیث کے ذریعے سنت نبی سے معلوم ہوا کہ نماز کیا ہے۔ اس کے اوقات کیا ہیں، رکعتیں کتنی ہیں، نماز کی شرائط و ترتیب کیا ہیں۔ قرآن نے جن باتوں کا حکم دیا سنت سے ان کی تفصیل، مفہوم ار طریقہ کار کا پتہ چلتا ہے۔

اچھی اور جائز بدعتیں:

ذیل میں وہ چند کام درج ہیں، جن کا نہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اور نہ حضور ﷺ نے کسی حدیث میں حکم دیا اور نہ اس انداز میں یہ حضور ﷺ کے کسی عمل سے ثابت ہیں مگر اس کے باوجود آج مسلمان انہیں کرنا نہ صرف یہ کہ جائز، بلکہ ثواب کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر ان بدعتوں پر ثواب کیسا؟ اور ان امور پر دین کی اصل شکل مسخ کرنے کا الزام کیوں نہیں؟ صرف اس لئے یا تو ان کی اصل قرآن و حدیث میں موجود ہے یا پھر یہ اسلام کے شرعی احکام اور اصولوں کے خلاف نہیں اور نہ ہی انہیں قرآن و حدیث میں منع فرمایا گیا ہے۔

1 مساجد میں قرآن اور تسبیح وغیرہ رکھنا، مینار، گنبد، اور محراب بنوانا۔

2 قرآن کریم پر زیر، زبر، پیش، نقطے لگانا، قرآن کا ترجمہ کرنا، اس پر غلاف چڑھانا۔

3 قرآن کی الگ الگ پاروں میں تقسیم۔ سورتوں کی موجودہ ترتیب۔ رکوع کے مقامات۔

4 دکانوں، گھروں اور مساجد میں قرآن خوانی، ختم آیت کریمہ، کلمہ یا دیگر خاص آیات بااہتمام پڑھنا۔

5 ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کو بطور درود شریف پڑھنا لکھنا۔

(بحوالہ بدعت ہی بدعت از علامہ فیض احمد اویسی)

6 دینی مدارس میں درس حدیث کا افتتاح، ختم بخاری شریف یا کوئی دینی تقریب منعقد کرنا۔

7 بزرگوں کے آزمودہ، مختلف درود شریف، دعائیں یا نعت وسلام پڑھنا۔

8 ہر سال پورے رمضان جماعت کے ساتھ 20 رکعت تراویح پڑھنا، محفل شبینہ یا چند روزہ تراویح کا انتظام کرنا۔

9 تراویح کے اختتام پر ختم قرآن کی محفل کرنا، دعا ختم القرآن پڑھنا۔ ختم قرآن کے لئے رقم جمع کرنا۔

10 کوئی تاریخ مقرر کر کے درس قرآن، محفل نعت، محفل درود وسلام، محفل میلاد، جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن وسنت کانفرنسیں اور مختلف دینی تبلیغی اجتماعات کا باقاعدہ انعقاد کرنا (کسی کا یہ کہنا اس کی غلط فہمی ہے کہ یہ تمام اعمال خیر صرف عربی زبان میں کئے جائیں، تو ثواب ہوگا ورنہ نہیں ہوگا)

11 شرعی حدود میں بزرگوں کے ایام منانا۔ ان کے ایصال ثواب کے لئے قرآنی آیات پڑھنا، صدقہ، خیرات کرنا۔

12 مختلف انداز سے دینی علوم حاصل کرنا، دینی کتابیں لکھنا، چھاپنا اور تقسیم کرنا۔

13 وابستگی کے اظہار یا برکت کے لیے دکانوں، مکانوں اور مساجد میں قرآنی آیات لکھنا یا طغرے لگانا۔

14 جمعہ میں مروجہ خطبہ پڑھنا، خطبے سے قبل تقریر کرنا۔

15 ایمان مجمل، ایمان مفصل اور چھ کلمے پڑھنا، یاد کرنا۔

16 دینی مدارس کا قیام، ان کا نصاب و نظام۔
17 مدارس کی سالانہ یا سو سالہ تقریب منانا۔ طلبہ کی دستار بندی کرنا اور ان میں تقسیم اسناد کرنا۔
18 افطار پارٹی، عید ملن پارٹی منعقد کرنا۔

(مزید مثالوں کے لئے دیکھئے ''بدعت ہی بدعت'' از علامہ فیض احمد اویسی)

بری ناجائز بدعتیں:

چند وہ ناجائز کام یا بری بدعتیں ہیں جن کو قرآن و حدیث میں منع فرمایا گیا یا یہ اسلام کے مزاج اور اصولوں کے خلاف ہیں۔ علماء نوعیت کی وجہ سے بدعت سیئہ کو حرام اور مکروہ کی اقسام میں بھی تقسیم کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض اوقات بری بدعتیں شرک اور کفر کی حد تک بھی پہنچ سکتی ہیں:

1 اسلامی قوانین کے نفاذ کی بجائے غیر اسلامی قوانین اور سسٹم کا نفاذ، مثلاً پاکستان کا عدالتی نظام جبکہ قرآن میں اللہ اور رسول ﷺ کی پیروی کا حکم ہے۔
2 مسلم ممالک کے حکمرانوں کا ذاتی اقتدار کے لئے اسلام دشمن ممالک سے مدد حاصل کرنا یا مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرنا۔ جیسے 2003-2004 میں عراق کے مسلمانوں کے خلاف مدد کی۔
3 ایصال ثواب کو فرض، واجب یا لازم قرار دینا، یعنی انہیں نہ کرنے کو یا دیگر ایام میں کرنے کو ناجائز، حرام اور گناہ قرار دینا۔ کوئی خود ساختہ اور غلط بات کسی سے منسوب کرنا۔
4 عورتوں کا بے پردہ بن سنور کر خوشبو لگا کر گھومنا۔
5 شادی بیاہ و دیگر تقریبات پر فضول خرچی یا خلاف شریعت کام کرنا (بے حیائی اور فضول خرچی واضح طور پر قرآن و حدیث میں سخت منع ہے)۔
6 عورتوں اور مردوں کی مشترکہ تقریبات کرنا۔ محلے یا بازار میں خواتین کا بے پردہ ہو کر خریداری کرنا۔

7 درس قرآن، جلسہ سیرت النبی ﷺ محفل میلاد، نعت اور سلام کو ناجائز اور بری بدعت کہنا۔

8 سود کر جائز، جہاد کو منسوخ قرار دینا، ارکان اسلام کلمہ، روزہ، زکوٰۃ، حج میں سے کسی کو کم زیادہ کرنا۔ (کہ ارکان اسلام کے انکار پر کفر واضح ہے)

9 میت پر احباب کی شاندار دعوتیں کرنا اور غریبوں کو ان سے یکسر محروم رکھنا۔

10 کسی پیر یا مزار کو سجدہ کرنا اور مزارات پر دیگر غیر شرعی کام کرنا نہ صرف یہ کہ بری بدعت ہیں بلکہ ان میں سے تو بعض کام حرام و کفر کے زمرے میں آتے ہیں۔ (کسی مزار یا پیر کو عبادت کی نیت سے سجدہ کرنا کفر اور تعظیم کی نیت سے سجدہ کرنا حرام ہے)

11 تعزیہ داری اور ماہ محرم کی مختلف خرافات۔

12 کسی مستحب و مباح بدعت پر خود ساختہ اور غیر شرعی پابندی لگانا۔

13 اللہ کی جائز کردہ چیزوں کے متعلق اس کے بندوں میں شک پیدا کرنا اور ان پر عمل کرنے والے مسلمانوں کو شرک بدعت کا مرتکب قرار دے کر دین اسلام سے از خود خارج کر دینا۔

14 میلاد النبی ﷺ بزرگوں کے ایصال ثواب اور عرس کی شرعی دلیل کے بغیر ہو صورت حرام کہنا۔

15 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل بیت اطہار، اولیاء عظام کر برا کہنا۔

16 تقلید، تقدیر، واقعہ معراج اور احادیث کا انکار کرنا۔

17 نبی کریم ﷺ کے روضے کی زیارت کے لئے سفر کرنے کو شرک اور حرام قرار دینا۔

18 وسیلے کو ناجائز قرار دینا، حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنا، جیسا دیوبند مسلک میں کوا کھانا ثواب قرار دیا گیا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ حرمت اور جواز کے مسائل صفحہ 598)

19 نماز میں نبی کریم ﷺ کے خیال کو برا اور شرک قرار دینا، جیسا کہ صراط مستقیم میں اسماعیل دہلوی نے لکھا۔

20 کسی بھی موقعہ پر جھوٹی روایات اور غلط نعتیہ اشعار پڑھنا۔
21 بروج، ستاروں یا سیاروں کو مستقبل کی خبروں کے حصول کا ذریعہ سمجھنا۔
(مزید مثالوں کے لئے دیکھئے نئی نئی باتیں از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

اچھی نہ بری بدعتیں:

یہ بھی بدعتیں ہیں، مگر جائز ہیں۔ ان کی نہ تو کوئی مذہبی حیثیت ہے اور نہ ان کے کرنے میں کسی کی نیت ثواب کی ہوتی ہے اور نہ وہ قرآن و حدیث میں منع ہیں۔ مثلاً نکاح پڑھانے کے پیسے لینا، شرعی حدود میں اپنی یا بچوں کی سالگرہ منانا، سہرا باندھنا، ان جائز بدعتوں میں ہوائی جہاز، کمپیوٹر، لاؤڈ سپیکر، قالین، لیبارٹری ٹیسٹ، طرح طرح کے کھانے، کپڑے اور دور جدید کی مختلف ایجادات و سہولتوں کا استعمال بھی شامل ہیں۔

بعض علماء نئے دنیاوی امور کے لئے ''بدعت'' کا لفظ استعمال نہیں کرتے بلکہ صرف ان نئے امور کو بدعت قرار دیتے ہیں، جنہیں دینی طور پر نیکی کی نیت اور ثواب کی امید پر کیا جائے۔ یا پھر ان دنیاوی امور کو لغت کے اعتبار سے بدعت قرار دیتے ہیں مگر شرعی لحاظ سے بدعت نہیں دیتے۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ احداث فی الدین ''دین میں بدعت'' منع ہے مگر احداث للدین ''دین کے لئے بدعت'' منع نہیں۔ کسی نئے کام کو دین اور عبادت سمجھ کر کرنا بری بدعت ہے مگر کسی دینی مقصد کے حصول اور عبادت کا ذریعہ سمجھ کر کرنا بری بدعت نہیں'' (سنت و بدعت صفحہ از مفتی محمد شفیع) دین اسلام میں ''دنیا کا کوئی بھی جائز کام (خواہ دینی ہو یا دنیاوی) اگر اچھی نیت سے کیا جائے تو اس پر ثواب ملتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان سے خندہ پیشانی سے ملنا صدقہ کا ثواب رکھتا ہے۔ اپنے بچوں کو پالنا، نیت خیر سے ہو تو ثواب ہے۔ لہٰذا مسلمان کا ہر دنیاوی کام بھی دینی کام ہے''۔ (از جاء الحق)

بعض رسمیں، عادات اور طریقے مختلف ملکوں، علاقوں، خاندانوں اور برادریوں میں مختلف انداز میں سماجی اور معاشرتی طور پر رائج ہوتے ہیں اور

معاشرے میں ان رواجوں کی کوئی مذہبی حیثیت نہیں ہوتی۔ عراق، شام، مصر اور پاکستان کی بعض رسمیں سعودی عرب میں نہیں اور سعودی عرب کی بعض رسمیں، ان ممالک میں رائج نہیں۔ ''رسموں کے بارے میں قانون یہ ہے کہ جن رسموں کی ممانعت قرآن وحدیث میں آ گئی وہ رسمیں نا جائز ہیں اور جن رسموں کی ممانعت قرآن وحدیث میں نہیں آئی وہ جائز ہیں'' (وقار الفتاویٰ)۔ کسی بھی رسم، عادت اور طریقے کو اسی وقت نا جائز یا غیر اسلامی قرار دیا جاسکتا ہے، جب کہ

1 اس رسم کو کرنے والے کا ارادہ غیر مسلم کے مشابہ ہونے کا ہو۔

2 وہ رسم کسی غیر مذہب کی خاص نشانی یا شناخت ہو۔

3 وہ رسم اسلامی شریعت میں منع ہو۔

(اخذ کردہ فتاویٰ امجدیہ جلد 4، صفحہ 146 بحوالہ فتاویٰ رضویہ)

(شریعت میں بعض چیزیں فضول خرچی، دوسرے مذہب سے مشابہت، بے حیائی اور منع کردہ مختلف امور کی وجہ سے بھی ممنوع ہیں)۔ بصورت دیگر وہ چین نا جائز یا غیر اسلامی قرار نہیں دی جاسکتی خواہ کسی معاشرے میں مسلم اور غیر مسلم دونوں اس پر عمل پیرا ہوں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے تو وہ اسی میں سے ہے'' (ابوداؤد کتاب اللباس) مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ ''غیر مسلم کی ہر وہ چیز جو ان کے لئے اس طرح خاص ہو کہ اگر مسلمان اسے استعمال کرے تو اس پر غیر مسلم ہونے کا دھوکا ہو، تو اس کا استعمال مسلمان کیلئے نا جائز ہے'' (فتاویٰ فیض الرسول 2 صفحہ 600) فتاویٰ امجدیہ میں ہے کہ ''جہاں ساڑھیاں صرف ہندوؤں کا لباس مانی جاتی ہیں وہاں مسلمان عورت کا ساڑھی پہننا مکروہ، ممنوع اور گناہ ہوگا لیکن جن علاقوں میں یہ مسلمان کا بھی لباس ہے وہاں اس کا پہننا ممنوع نہ ہوگا'' (حاشیہ فتاویٰ امجدیہ 4 کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ 145) فتاویٰ فیض الرسول میں واضح ہے کہ ''ساڑھی اگر اس طرح پہنی جائے کہ بے پردگی نہ ہو تو جائز ہے اور بے پردگی ہو تو نا جائز ہے'' (جلد 2 صفحہ 601) مفتی.

احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں ''تمام لباسوں کا یہ ہی حال ہے کہ جو کفار کی علامت ہوں، ان سے بچے اور جب علامت نہ رہے، مشترک بن جائیں تو جائز ہیں'' (مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 243)۔ اسی طرح علماء کرام بعض شرعی شرائط کے ساتھ پینٹ پہننا (وقار الفتاوٰی 2 صفحہ 241)، سالگرہ منانا (فتاوٰی رشیدیہ، صفحہ 567) دولہا دلہن کو ابٹن لگانا، مائیوں بٹھانا، سہرا باندھنا اور دیگر معاشرتی و علاقائی رسموں کو جائز قرار دیتے ہیں (بہار شریعت حصہ 7)

بعض علماء کا خیال ہے کہ گمراہی والی بری بدعت سے مراد خراب عقیدے کی بدعت ہے نہ کہ اعمال کی بدعت اور عقیدے کی بدعت ہمیشہ بری ہوتی ہے، اس لئے کہ شرعی اصول کے تحت نماز نہ پڑھنے والا گناہ گار ہے مگر گمراہ اور کافر نہیں، جبکہ نماز پر ایمان نہ رکھنے والا گمراہ ہے اور کافر ہے۔

(از جاء الحق: از مفتی احمد یار خاں نعیمی) (فتاوٰی رشیدیہ کتاب العلم، صفحہ 156)

''سنت'' اور ''بدعت'' کے الفاظ ایک دوسرے کے مقابل، مخالف (OPPOSITE) اور ضد کے طور پر بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ جو کام سنت رسول سے ثابت ہے وہ بدعت نہیں اور جو کام سنت رسول سے ثابت نہیں، وہ بدعت ہے ہے خواہ یہ اچھی بدعت ہو یا بری یہی وجہ ہے کہ بعض علماء ''بدعت'' کو اچھی اور بری میں تقسیم نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک ہر بدعت، بری بدعت ہے جو ہر حال میں گمراہی ہے۔ اور جس نئے کام کی اصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں موجود ہے اور سنت کے مشابہ اس کام میں سنت کا مقصد بھی پایا جاتا ہے تو وہ نیا کام بھی ''سنت'' ہے نہ کہ بدعت لہٰذا جو نئی چیزیں ایسی ہیں وہ بدعت نہیں، سنت و شریعت ہیں اس لئے کہ یہ قرآن سنت کے شرعی اصولوں کے مطابق ہیں۔ انہیں نیا یا بظاہر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہونے کی وجہ سے حرام یا ناجائز قرار دینا غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ مثلاً نماز تراویح، قبروں پر پھول ڈالنا وغیرہ۔ رشید گنگوہی لکھتے ہیں ''بدعت کوئی حسنہ نہیں اور جس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں وہ سنت ہی ہے مگر یہ اصلاح کا فرق ہے مطلب سب کا ایک ہے''۔ (فتاوٰی رشیدیہ صفحہ 155)

سنت کے مطابق ہے، مگر بدعت نہیں۔ اور جس کا ثبوت سنت میں نہیں، وہ بدعت ہے۔ اگر یہ بدعت قرآن وحدیث کے خلاف ہو تو ناجائز ہے اور اگر خلاف نہ ہو تو جائز ہے۔

کسی جائز چیز کا حضور ﷺ کے ظاہری زمانے میں ہونا اس چیز کی فضیلت ہے اور نہ ہونا اس کے حرام و ناجائز ہونے کی دلیل نہیں۔ بعض کام ممکن ہے کہ حضور ﷺ کی سنت نہ ہوں، حضور ﷺ نے انہیں نہ کیا ہو اور نہ کرنے کا حکم دیا ہو۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کاموں کا کرنا شریعت اور سنت کے خلاف قرار دے دیا جائے۔ مثلاً گھیر والی شلوار اور کالر والی قمیص پہننا گو کہ حضور ﷺ کی سنت نہیں مگر کیوں کہ یہ لباس جسم اور ستر چھپانے کے شرعی تقاضے اور حکمت کو پورا کرتا ہے اور شریعت اس لباس پر کوئی پابندی نہیں لگاتی، لہٰذا اس لباس کا پہننا شریعت اور شرعی عمل ہے۔ اب ایک شرعی تقاضا پورا کرنے پر شلوار قمیص پہننے کا بھی ثواب حاصل ہوگا۔ اسی طرح دانتوں کی صفائی کے لئے ٹوتھ پیسٹ اور برش کا استعمال گو کہ حضور ﷺ کی سنت نہیں مگر یہ بدعت نہ تو قرآن وسنت کے کسی حکم کے خلاف ہے اور نہ ہی یہ شریعت میں منع ہے۔ لہٰذا پاک ٹوتھ پیسٹ اور برش سے دانت صاف کرنا شرعی طور پر ایک جائز عمل ہے۔

اسی طرح جب شریعت مصطفوی ﷺ محفل قرأت، قرآن خوانی، جلسہ سیرت النبی ﷺ، درس قرآن، محافل میلاد و نعت و درود و سلام اور کسی دینی، تبلیغی روحانی اجتماع یا ایصال ثواب کے کسی عمل پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتی تو پھر ہمیں بھی یہ حق نہیں حاصل کہ ہم ان اعمال کو محض مسلکی تعصب کی بنا پر خواہ مخواہ خلاف سنت اور ناجائز قرار دے کر فرقہ واریت کو ہوا دیں۔ اگر کسی بدعت کو ناجائز قرار دینے کی شرعی بنیاد اور معقول وجہ فراہم کر دی جائے تو شاید ہی کسی مکتبہ فکر کے علماء اسے جائز قرار دینے کی کوشش کریں۔ شرعی احکام جاری کرنے کا حق تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے۔ قرآن وحدیث کے کسی عام حکم پر از خود کوئی پابندی عائد کرنا، ناجائز ہے۔ مثلاً قرآن میں نبی ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کا حکم موجود

ہے تو پھر ہمیں یہ حق نہیں کہ ہم اس عمل پر کھڑے ہونے، بیٹھنے، اکیلے پڑھنے، مل کے پڑھنے، خاموشی سے پڑھنے، آواز سے پڑھنے، غیر عربی میں پڑھنے یا عربی میں پڑھنے کی قید اور پابندی عائد کریں۔ جبکہ یہ عمل اللہ کا حکم بھی ہے اور اس کی سنت بھی۔ لہٰذا سب کی مرضی ہے کہ جس انداز سے چاہے اللہ کی اس سنت کو پورا کرے۔ مگر نہ معلوم کیوں، نہ پڑھنے سے زیادہ اعتراض، پڑھنے پر کیا جاتا ہے۔ اللہ ایسے بخل سے ہم کو محفوظ رکھے۔

محافل میلاد اور اہل محبت کی نسبت پر مبنی تقاریب صدیوں سے اللہ اور رسول ﷺ سے عشق کے جذبوں، دینی قدروں اور ایمانی حلاوتوں کو پروان چڑھانے کا اہم ذریعہ رہی ہیں۔ صرف ''قرآن'' کا تذکرہ کرنا اور ''صاحب قرآن ﷺ'' کی عظمتوں پر مبنی آیات و احادیث کو دانستہ طور پر نظر انداز کرنا، شریعت پر زور دینا اور صاحب شریعت ﷺ کی تعریف سے چشم پوشی کرنا ہرگز ہماری اقدار اور دین کا تقاضہ نہیں۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات تو غیر مسلموں نے بھی بیان کی ہیں مگر ان حیات بخش تعلیمات کے نام پر آپ ﷺ کی شخصیت کے عظمت، فضیلت اور شان رسالت والے پہلو کو جان بوجھ کر نظر انداز کرنا ایک امتی کا شیوہ نہیں۔ ایصال ثواب کے مختلف ذریعے، حضور ﷺ سے محبت اور تعظیم و توقیر کے تمام طریقے جائز باعث سعادت اور باعث ثواب ہیں، سوائے ان طریقوں کے جو شریعت کے خلاف ہیں اور منع ہیں۔ بعض گروہوں میں اللہ اور اس کے پیارے رسول کی محبت پر اپنے مرشد، عالم، یا فکری رہنما کی محبت غالب ہوتی ہے، جو کسی طرح بھی ایک اچھی بات نہیں۔ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ ''اصل چیز عمل ہے'' اسلام عقیدہ اور عمل، دونوں کا نام ہے عمل کی ضرورت سے انکار ممکن نہیں مگر دین اسلام میں عقیدے اور ایمان کو، عمل پر فوقیت حاصل ہے۔

ہمارے معاشرے میں ایسی بے شمار ناجائز باتیں اور بری بدعتیں ہیں جو قرآن و حدیث میں منع ہیں۔ مگر افسوس کہ ہمیں ان میں شرک و بدعت نظر نہیں آتا۔ ہم معاشرتی فضول خرچیوں، ناچ گانے کے پروگرام، قومی ترانے پر کھڑے

ہونے، اسمبلی میں مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے کھڑے ہونے اور دیگر بدعتوں پر خاموش ہیں مگر میلاد شریف، محفل نعت، ایصال ثواب اور درود و سلام کو فرقہ واریت اور شرک و بدعت قرار دینے کیلئے بے چین ہیں۔ ''ان للہ و ان الیہ راجعون'' اللہ قرآن میں اپنے پیارے رسول ﷺ سے مخاطب ہے کہ ''اے رسول ﷺ ان سے پوچھئے کہ زینت کے جو سامان اور پاک چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں وہ کس نے حرام کر دیں؟ آپ فرما دیں یہ ساری چیزیں تو ایمان والوں کے لئے ہیں'' (اعراف 32) اور '' آپ فرمائیں لاؤ اپنے وہ گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ نے اسے حرام قرار دیا ہے''۔ (انعام 150)

کہیں یہ امت مسلمہ کے خلاف کوئی سازش تو نہیں کہ صرف ان ہی بدعتوں کے خلاف کیوں جدوجہد کی جا رہی ہے جن کی بنیاد حضور ﷺ آپ کے صحابہ و اہلبیت اور اولیاء کرام کی محبتوں اور نسبتوں اور شرعی اصولوں کو چھوڑ کر شرک و بدعت کے اپنے معیار اور پیمانے کیوں بنا رکھے ہیں کہ جن چیزوں کو ہم کریں وہ جائز ہیں اور جنہیں ہم نہ کریں وہ بری ہیں، بدعتیں ہیں، نا جائز ہیں اور دین کو مسخ کرنے کا سبب ہیں۔ اگر کوئی خاص عقیدہ و عمل دوسرا رکھے تو ''شرک و بدعت'' کہلائے۔ اگر وہی بات اپنے علماء سے ثابت ہو تو سنت و شریعت اور اللہ کی عطا بن جائے۔ فکر و عمل کا یہ تضاد دین کے ساتھ ایک مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟ (مطالعہ کیجئے حکایات اولیاء مولانا اشرف علی تھانوی، زلزلہ علامہ ارشد القادری) انصاف پسند افراد کو اس بت کا اظہار کرنا چاہیئے کہ مسلمانوں کو مشرک، بدعتی اور جہنمی قرار دینے کی روش کسی طور مفید نہیں۔ قرآن پاک میں امت مسلمہ کا اس لئے بہترین امت قرار دیا گیا ہے کہ یہ امت اچھی باتوں کا حکم دیتی ہے اور برائی سے منع کرتی ہے (آل عمران 110) یاد رکھئے! جن لوگوں نے قرآن وسنت کے حکام کے معاملے میں اپنی رائے کو ترجیح دی، وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

• شرعی اصول نظر انداز کر کے، من پسند افکار و معمولات کو شرک و بدعت اور سنت و شریعت قرار دینے سے معاشرے میں فرقہ واریت، تعصب اور منافقانہ انداز کی جو فکر

پروان چڑھ رہی ہے وہ ہر درد مند مسلمان کے لئے افسوس ناک بھی ہے اور اتحاد امت کی راہ میں بڑی رکاوٹ بھی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم از خود اس غیر اصولی اور منافقانہ طرز فکر کو تبدیل کرنے کی مخلصانہ کوششیں کریں تا کہ علمی سطح پر اسلام کے خلاف تشکیل کردہ غیر منصفانہ پالیسیوں اور متعصبانہ رویوں کا یکجہتی سے مقابلہ کرنے کی راہ ہموار ہو سکے۔ اسلام ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم اسلام کے سانچے میں ڈھل جائیں جبکہ ہم اسلام کو اپنے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش میں ہیں۔ اس طرح دانستہ یا نا دانستہ طور پر ہم اسلامی شریعت میں تضاد ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہمیں اس خطرناک مذاق سے اسلام کے شرعی اصولوں کو ترک کرنے، ان میں تبدیلی کرنے لوگوں کو گمراہ کرنے، امت مسلمہ میں اختلاف اور تفرقہ پیدا کرنے اور تضاد پر مبنی منافقانہ طرز عمل سے گریز کرنا چاہئے کہ خلوص، سچائی، اعتدال اور اللہ کی رسی کو تھامنا ہمارے سچے نبی ﷺ کی تعلیم ہے۔

یہ ہمارے علماء کرام کی خصوصی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی تعصب کے بغیر کھلے دل سے اچھے کاموں کی حوصلہ افزائی کریں اور ایسی بدعتوں کی حوصلہ شکنی کریں جو دین کے لئے نقصان دہ ہوں۔ اس لئے کہ یہ بھی وقت کی اہم ضرورت ہے کہ ایسی بدعتیں رائج کرنے کی کوششوں کی مذمت کی جائے جو دین کے تشخص کو مجروح کرنے کا سبب بنتی ہیں۔

اللہ رب العزت اپنے حبیب ﷺ کے طفیل ہمیں افراط وتفریط، تعصب، فرقہ واریت، تضاد، انتہا پسندی، بہتان تراشی، تنگ نظری، توہم پرستی، بد مذہبی اور مخالفت برائے مخالفت کے رجحانات سے محفوظ رکھے۔ ہمیں اعتدال کی راہ پر رکھے اور ہمیں فرائض و واجبات اور سنت رسول ﷺ سمیت تمام کاموں پر خلوص دل سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)